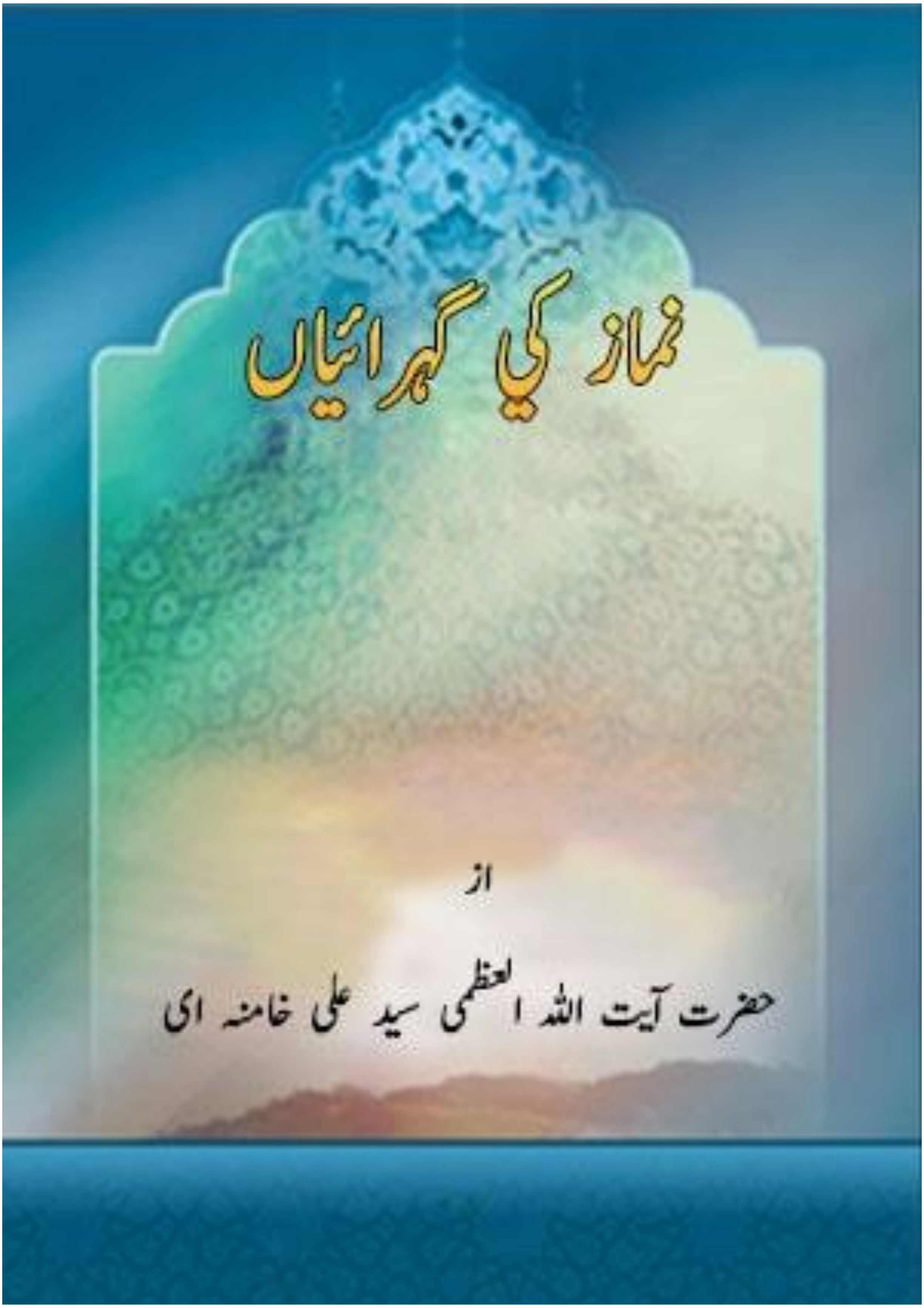

نماز کی گہرائیاں

از

حضرت آیت اللہ العظمی سید علی خامنہ ای

یہ کتاب برقی شکل میں نشرہوئی ہے اور شبکہ الامامین الحسنین (علیہما السلام) کے گروہ علمی کی نگرانی میں اس کی فنی طورپر تصحیح اور تنظیم ہوئی ہے

نماز کي گہرائياں

از

حضرت آیت اللہ العظمی سید علی خامنہ ای

نشر ولایت پاکستان
مرکز حفظ و نشر آثار ولایت

www.wilayat.com

بسم اللہ الرحمن الرحيم

خصوصي مقدمہ

الحمد للہ والصلوٰۃ عليٰ رسول اللہ وعليٰ آلہ خلفائ اللہ

١۔ خداوند عظيم کي صفات۔

مخلوق کي تربيت کرنا ہے۔ اس نے ہم انسانوں کي تربيت اور کمالات تک پہنچانے کے لئے جو انسانيت کا عروج ہيں۔ کچھ عبادات مقرر کي ہيںاور کچھ اخلاقي اچھائيوں کو ہمارے لئے معين فرمايا ہے۔ خدا کي غرض يہي ہے کہ انسان ان عبادات پر عمل کرے اور ان اخلاقي فرائض کو اپنے ميں پيدا کرے۔۔ اور ان دونوں کے ذريعے سے انسا ن اس کمال تک پہنچے جو اس کي معراج ہے۔ يہ معراج اس لحاظ سے ہے کہ انسان ان روحاني لذتوں اور باطني کمالات کو حاصل کرے جس سے وہ دنيا ميں بھي ظاہري اور باطني اعتبار سے خوشي محسوس کرے گا اور آخرت ميں بھي وہاں کے عظيم باطني کمالات کو حاصل کرے گا۔

قابل توجہ بات يہ ہے کہ انسان غير اخلاقي اور گھٹيا حرکات ميں مصروف ہے اور اس کا کردار پست لوگوں جيسا ہے ۔۔۔۔ جو اس کي (انسانيت) کي شان سے بالکل ميل نہيں کھاتا۔۔۔ ايسي حالت ميں اس کي باطني قوتيں اور روحاني کمالات کو صلاحيتيں دبي رہ جائيں گي اور اسے کوئي فائدہ نہيں پہنچاسکيں گي۔۔۔ اور جب تک انسان خود ميں روحاني اور باطني عظمتوں کو پيدا نہ کرے اور نا ہي خود اپني صلاحيتوں کو عملي کرسکے تو اس وقت تک اس کے باطن کي کيفيت ايسي نہيں ہوگي کہ وہ روحاني لذات کا احساس اور باطني کيفيات کا ادراک کرسکے۔

ايسے آدمي کي مثال اس ديہاتي کي سي ہے جو بالکل جاہل اور ان پڑھ ہو اور ہم اسے ايسي لائبريري ميں لے جائيں جس ميں علم و فکر کے خزانے بھرے ہوں ليکن اسے علمي خزانوں کي اہميت ذرہ برابر بھي نہ ہوسکے گي يا اسے ايک فلسفي کے پاس بٹھا ديا جائے جس کي محفل علم و دانش سے پر ہو اور وہ فلسفي گہرے مطالب کو باآساني سمجھا ديتا ہو ليکن يہ جاہل ديہاتي نہ اس کتب خانہ سے کوئي فائدہ اٹھاسکے گا اور نا ہي اس فلسفي کي نشست سے کوئي علمي لذت حاصل کرسکے گا۔

٢۔ يہ حقيقت واضح ہوني چاہئيے

کہ دنيا کو خلق کرکے خدا نے نا کسي اپني خواہش کي تکميل چاہي ہے اور نا ہي اپنا کوئي مقصدپورا کرنے کا ارادہ کيا ہے۔ کيونکہ خدا غني ہے ، وہ کسي چيز اور کسي کام کے لئے محتاج نہيں ہے اور نا ہي کوئي ايسا مقصد ہے کہ جس کا کوئي فائدہ يا نفع ذات مقدس الہي کو پہنچے گا۔ اس قسم کا کوئي ايمان عقلاً ، ممکن نہيں ۔ پھر بھي يہ بات اپني جگہ ايک مسلم حقيقت ہے کہ اس نے تمام کائنات کو بے مقصد خلق نہيں کيا ہے۔ ہم يہ نہيں کہہ سکتے کہ کائنات جو زندگي کے ہنگاموں سے بھري ہوئي ہے اور يہ آسمان بے مقصد و عبث ہے۔ کيونکہ خداوند عظيم نے ارشاد فرمايا ہے:

وما خلقنا السموات والارض وما بينهما لاعبين

اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو ۔۔ اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کھیل کے طور پر خلق نہیں کیا ہے ۔(سورہ دخان ۳۸)

ما خلقنا هما الا بالحق ولكن اكثرهم لا يعلمون

ہم نے ان دونوں کو حق کے ساتھ خلق کیا ہے لیکن لوگوں میں سے اکثریت کو اس کا علم نہیں۔(سورہ دخان ۳۹)

کائنات کي تخلیق سے خدا کي جو بھي غرض ہو لیکن یہ بات بالکل یقیني ہے کہ خدا کي تمام مخلوقات میں انسان کي حیثیت سب سے اعليٰ ہے اور اسے پیدا کرنے کي غرض بھي سب سے زیادہ اعليٰ و ارفع مقام ہے۔ بازار ہستي میں صرف انسان ہي ہے جو اس اعليٰ و ارفع مقام تک پہنچنے کي طاقت و لیاقت رکھتا ہے اور اس عظمت کو برداشت کرسکتا ہے۔ انسان کے علاوہ اس درجہ اعليٰ تک پہنچنے کي طاقت نہ تو بلند و بالا پہاڑوں کو ہے جو اپنے سر آسمان کي طرف اٹھائے ہوئے ہیں اور نا ہي اس درجہ تک پہنچنے کي قوت و قدرت اس نیلگوں آسمان کو ہے جس کي عظمت کو ستاروں اور کہکشاوں کے بے حد حساب نظام چار چاند لگا رہے ہیں۔

انا عرضنا االامانة عليٰ السموت والارض والجبال فابين ان يحملنها واشفقن منها و حملها الانسان

ہم نے امانت کو پیش کیا آسمانوں ۔۔۔ اور زمین اور پہاڑوں پر ۔۔۔ پر انہوں نے انکار کیا کہ وہ اس امانت کو نہیں اٹھائیں گے اور وہ اس سے ڈرے اور انسان نے اس امانت کو اٹھالیا ۔۔۔ (سورہ دخان ۷۲)

آسمان بار امانت نتوانست کشید

قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند

آسمان بار امانت کو نہ اٹھا سکا

قرعہ ہم دیوانے انسانوں کے نام آگیا

واصطنعتک لنفسي

اور ہم نے تمہیں (خاص) اپنے نفس کے لئے بنایا ہے۔

اس آیہ مبارکہ میں کہ خدا کا ارشاد اس مقصد کے راز سے تھوڑا پردہ ہٹا کر اس حقیقت کو ظاہر کر رہا ہے کہ انسان کي غرض خلقت کیا ہے وہ لوگ جو زندہ دل ہیں، پروانے کي مانند شمع کے شعلہ سے جو شعلہ الهي سے جل کر خود کو اس کے سامنے فنا کردیتے ہیں۔

۳۔ انسانیت کا یہ اعليٰ کمال کیونکہ حاصل کیا جائے، اس سلسلے میں بہت سے نظریے اور پروگرام پیش کئے گئے۔ ان نظریوں اور پروگراموں کو پیش کرنے والے لوگ اس بات کے دعویدار تھے کہ ہم بشریت کو کمال تک پہنچانے والے ہیں۔ ان میں انبیائ بھي تھے اور غیر انبیائ بھي۔ ان کے دعووں کے سلسلے میں ہماري غرض یہ نہیں ہے کہ کوئي تفصیلي گفتگو یہاں کریں۔ البتہ ہم یہ

کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے گہري فکر کي ، ہر پہلو پر غور کیا اور دیکھا کہ وہ نظام جس کے پیش کرنے والے انبیائ کے علاوہ دوسرے طبقے کے لوگ تھے ، اس میں جو باتیں بیان کي گئي ہیں ان کا ایک جملے میں خلاصہ کیا جاسکتا ہے کہ ان پروگراموں اور نظاموں میں سے کوئي ایک بھي ان دو خرابیوں سے خالي نہ تھا۔

۱۔ بعض خوبیوں کي طرف ضرورت سے زیادہ توجہ دلائي گئي تھي اور (۲) بعض خوبیوں کي طرف توجہ دلانے میں کوتاہي کي گئي تھي۔ اس لحاظ سے ان کا نظریہ اور نظام اس قابل نہ تھا کہ جو انسان کے کامل بننے کي بھوک کو مٹا سکے۔ ہر انسان میں یہ بھوک موجود ہے اور تمام انسان بغیر اس بھوک کو سیر کیے دنیا سے چلے جاتے ہیں۔

اسي اثنائ میں ہم نے دیکھا کہ خدا کا پیغام لانے والے اور اس کي طرف سے رہبري کا عہدہ لے کر آنے والے انبیائ نے (ہمیں) یہ بتایا کہ انسان کي روح و باطن کا کمال صرف اس چیز میں ہے کہ وہ خدا کي عبادت کرے اور اس کي بندگي میں مصروف رہے چنانچہ اس سلسلے میں ہم ۔۔۔ شیعوں کے پیشوا کے بیان کو نقل کر رہے ہیں کہ انہوں نے فرمایا :

بندگي وہ جوہر ہے ۔۔۔۔ جس کے اندر چھپا ہوا راز تربیت ہے ۔

عبادت کرنے سے ہمارے باطني کمالات خود بخود تربیت پانے لگتے ہیں ۔ یعني خدا کي بندگي روح کا چمکتا ہوا موتي ہے اور جو بھي اس چمک کي روشني میں آگے بڑھے گا وہ بارگاہ الہي کي ربوبیت کے حرم میں پہنچ جائے گا یا یوں کہا جائے کہ خدا کے بتائے ہوئے روح کے اس کارخانے تک پہنچ جائے گا جہاں روحوں کو اعليٰ درجے کو تربیت دے کر انہیں باکمال فرد کي حیثیت سے اس دنیا سے اس دنیا تک جانے کے قابل بنایا جاتا ہے۔

اے خدا ۔۔۔ تیري محبت کي قسم ! اگر تو مجھے اپنا بندہ قبول کرلے تو میں دنیا اور سارے جہانوں کي بادشاہت کو ترک کردوں گا ۔ (فارسي شعر کا ترجمہ)

حدیث صحیح جو شیعہ اور سني علمائ نے رسول خدا سے نقل کي ہے کہ رسول اکرم نے ارشاد فرمایا :

بندہ جن چیزوں سے میري بارگاہ میں قربت حاصل کرتا ہے ان میں سب سے زیادہ جو بات مجھے محبوب ہے وہ ۔۔۔۔ وہ واجبات ہیں جو میں نے اس پر فرض کیے ہیں اور یہ بندہ پھر میري اور قربت کو حاصل کرتا ہے نافلہ ادا کرکے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ پس جب میں اس سے محبت کرنے لگوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے ، اس کي آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے ، اس کي زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ بات کرتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ قوت کے جوہر دکھاتا ہے۔

یعني اس کے کان میں وہي آوازیں پڑتي ہیں جو اس کے لئے مفید ہوتي ہیں اور جسے خدا چاہتا ہے کہ یہ بات اس کے کان میں آئے۔ اسي طرح وہ وہي چیزیں دیکھتا ہے جسے خدا چاہتا ہے کہ بندہ اسے دیکھے اور اس کي زبان سے ایسي باتیں نکلتي ہیں کہ وہ خود بھي

سمجھتا بلکہ خود اس کي زبان سے ادا کرديتا ہے اور اس کے ہاتھ سے ايسے کام انجام پاتے ہيں کہ جسے وہ محسوس کرتا ہے کہ اس نے يہ کام انجام نہيں دئيے بلکہ کسي غيبي طاقت نے اس سے يہ کام کرايا ہے۔

بندہ خدا سے بہت زيادہ قربت کي وجہ سے اس منزل پر پہنچ جاتا ہے کہ خداوند عالم اس کا کان، آنکھ، زبان اور ہاتھ ہوجاتا ہے۔

٤۔ تمام عبادات ميں نماز ايک عظيم فريضہ ہے بلکہ اگر يوں کہا جائے تو زيادہ بہتر ہوگا کہ اسلامي باتوں کي تربيت کا عالي ترين مکتب اور درسگاہ ۔۔۔ نماز ہے ۔

خدا نے عبادت کي اس قسم کو اس لئے ايجاد فرمايا ہے کہ بندہ اس عبادت کے ذريعہ اپنے خدا سے رشتہ جوڑ ليتا اور وہ اپني بندگي کي بنيادوں کو مضبوط و مستحکم کرليتا ہے۔ نماز اگر سمجھ کر پڑھي جائے تو اس سے نماگذار کے دل ميں وہ طاقت پيدا ہوجائے گي کہ اس کا دل گناہ کے مقابل اس کي سخت حفاظت کرے گا اور يہ دل مشکلات ميں بالکل پريشان نہ ہوگا بلکہ مردانگي کے ساتھ ثابت قدم رہے گا ۔ قرآن ميں ہے کہ

ان الصلاة تنهيٰ عن الفحشائ والمنكر

يقينا نماز روکتي ہے ۔۔۔ فحش باتوں اور منکرات سے ۔ (سورہ عنکبوت ٤٥)

واستعينوبالصبر والصلوٰة

مدد حاصل کرو ۔۔۔ صبر اور نماز سے ۔ (سورہ بقرہ ٤٥)

بہت سے لوگ يہ سوال کرتے ہيں کہ يہ عبادت کيوں بجالائي جائے؟ کيا خدا ہماري عبادات کا محتاج ہے کہ ہم اس کي تکليف دور کرنے کے لئے اس کي عبادت کريں؟

اس قسم کا سوال کرنے والے اپنے ذہن ميں يہ تصور کرتے ہيں کہ خدا کو ہماري عبادت سے کوئي فائدہ يا خوشي حاصل ہوتي ہے اور وہ اپني خوشي يا حاجت کي تکميل کے لئے ہم سے اپني عبادات کراتا ہے۔۔۔ جبکہ حقيقت ميں يہ فکر کي بہت بڑي غلطي ہے۔ ہم عبادت اس لئے بجا نہيں لاتے کہ خدا کي کسي پريشاني کو دور کريں۔ ہم اس کي اطاعت کريں يا اس کي نافرماني کريں۔۔۔ اس سے کوئي نفع يا نقصان ذات الهي کو نہيں پہنچتا۔ حضرت علي نے ھمام کو خطبہ ديتے وقت شروع ميں يہ فرمايا تھا :

اللہ تعاليٰ نے مخلوقات کو خلق کيا ہے اور وہ غني ہے۔ اسے نہ ان کي اطاعت کي کوئي حاجت ہے اور نا ہي مخلوقات کي معصيت سے کسي پريشاني ميں بتلا ہوتا ہے کيونکہ خدا کو اطاعت کرنے والوں کي اطاعت سے نا کوئي فائدہ حاصل ہوتا ہے اور نا ہي معصيت کرنے والے کي معصيت سے کوئي نقصان ۔

گر جملہ کائنات کافر گردند
بردامن کبرياش ننشيند گرد

(اگر تمام کي تمام کائنات کافر ہوجائے تو بھي خدا کي بزرگي کے دامن میں ایک دھبہ بھي نہیں آئے گا)

ہماري عبادت کا مقصد یہ ہے کہ ہماري روح و جان کي تربیت ہو اور وہ کمال تک پہنچیں یعني عبادت کي غرض یہ ہے کہ ہم اپني روحاني قدرتوں کو سمجھیں ۔۔۔۔ انہیں استعمال کریں ۔۔۔ اور ان سے لذت اٹھائیں اور ان تمام روحاني قدرتوں کا سرچشمہ ۔۔۔۔ خدا کي عبادت و بندگي ۔۔۔۔ ہے۔ ان تمام عبادات کا مقصد یہ ہے کہ ہمارے دل کي تاریکي چھٹ جائے اور ہمارے دل کي باطني کیفیات خدا کي حکمت والي باتوں کو سمجھ کر خدا کي حکمت کے نور سے بھر جائیں اور انسان کا دل اس قابل ہوجائے کہ وہ حق کي باتوں کے جلووں کو سمجھ سکے اور عشق الہي کا نور اس کے باطن میں پیدا ہو۔

۵۔ بہت سے نماز پڑھنے والے نماز پڑھنے ہیں ۔۔۔۔ لیکن وہ نہیں جانتے کہ کس وجہ سے نماز پڑھ رہے ہیں ؟ انہیں نماز سے کیا فائدہ پہنچے گا ؟ انہیں نہیں علم کہ نماز ان کے باطن اور روح میں کیا عظیم تبدیلیاں پیدا اور انقلاب رونما کرسکتي ہیں۔ ہم اس بات کو زیادہ واضح طور سے یوں بیان کرسکتے ہیں کہ وہ خود نہیں سمجھتے کہ وہ نماز کیوں پڑھ رہے ہیں اور وہ عظیم الشان اغراض و مقاصد سے خود غافل ہیں لہذا انہیں نماز سے کوئي فائدہ نہیں پہنچتا اور نا ہي یہ عبادت بزرگ ان کي روحانیت پر کوئي اثر ڈالتي ہے یا اگر بہت معمولي سا بھي اثر ڈالتي ہے تو اس سے کوئي نمایاں فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ چنانچہ رسول اکرم ایک شخص کے بارے میں جو جلدي جلدي نما پڑھ رہا تھا ، ارشاد فرمایا :

''یہ شخص ایسے ٹھونگے مار رہا ہے جیسے کوا ٹھونگے مارتا ہے۔''

جس طرح کوا اپني چونچ زمین پر مارتا ہے اسي طرح نمازي نے بے سوچے سمجھے اپني نماز شروع کردي اور بے سوچے سمجھے اسے ختم کردیگا۔ البتہ اس نماز پڑھنے والے کو اپني نماز سے کوئي فائدہ نہیں پہنچے گا اور نا ہي نماز اس کے دل کو روشن و نوراني کرسکے گي ۔۔۔ اور نا ہي اسے انسانیت کي طاقت دے سکے گي اسي وجہ سے ہم قرآن میں دیکھتے ہیں کہ خدا کا ارشاد ہے :

نماز ۔۔۔۔ نمازي کو فحش و منکرات سے روکتي ہے۔ (سورہ عنکبوت ٤٥)

لیکن ہم میں سے لوگوں کي ایک کثیر تعداد ہے جو سالہا سال سے نماز پڑھ رہي ہے لیکن ہماري روح میں اتني چھوٹي سي بھي طاقت پیدا نہیں ہوئي کہ ہم خود کو معمولي سے معمولي گناہ سے بھي روک سکیں۔ اس بحث سے ہم اس نتیجے کو حاصل کرسکتے ہیں کہ حقیقت میں ہم نے بالکل نماز نہیں پڑھي بلکہ جو کچھ ہم بجالاتے ہیں وہ صرف نماز کي ظاہري شکل و صورت ہوتي ہے۔

انسان کي اسي حاجت کو پورا کرنے اور اس کے روحاني نقصانات و آفات کو دور کرنے کے لئے اسلام کے بزرگ علمائ نے اس عظیم الشان عبادت کي باطني خوبیوں کو ظاہر کرنے ۔۔۔۔ باطني آداب سے آگاہ کرنے اور روحاني اچھائیوں سے پردہ اٹھانے کے لئے بہت سي کتابیں لکھي ہیں۔

١۔ اسرار الصلوٰۃ ۔۔۔۔۔۔ تالیف شہید ثاني (شہید زین الدین)

٢۔ اسرار الصلوٰۃ ۔۔۔۔۔۔ از حکیم و عارف اعليٰ قاضي سعید قمي

٣۔ اسرار الصلوٰۃ ۔۔۔۔۔۔ از عارف و زاہد فقیہہ (مجتہد) کامل مرحوم حاج مرزا جواد ملکي تبریزي استاد گرانقدر حضرت امام خمیني رضوان اللہ علیہ

٤۔ اسرار الصلوٰۃ۔۔۔۔۔۔ از باني حکومت جمہوري اسلامي ایران حضرت امام خمیني رضوان اللہ علیہ

٥۔ آداب الصلوٰۃ۔۔۔۔۔ از فقیہہ کامل عارف رباني حضرت امام خمیني رضوان اللہ علیہ

٦۔ اور کتاب مبارک ۔۔۔۔ از ژرفاي نماز (نماز کي گہرائیاں) ۔۔۔۔ از مجموعہ تقاریر رہبر معظم انقلاب اسلامي حضرت آیت اللہ العظميٰ خامنہ اي دامت برکاتہ

جس شخص کي بھي یہ خواہش ہو کہ اس عظیم عبادت کے کچھ اسرار و آداب سے آگاہي حاصل کرے اس پر لازم ہے کہ جن کتابوں کا میں نے تذکرہ کیا ہے، ان کا مطالعہ کرے۔

اپنے مضمون کے اختتام پر ہم حضرت آیت اللہ العظميٰ امام خمیني کي کتاب ۔۔ آداب نماز ۔۔۔۔ سے چند جملے تحریر کرکے اپنے مضمون کو نوراني کرنا چاہتے ہیں تاکہ مضمون کے آخر میں مشک و عنبر کي مہر ثبت ہوجائے۔

خداوندا۔۔۔۔ تیري بارگاہ میں پہنچنے کے لئے ہمارا قدم اس قابل نہیں ہے کہ اس عظیم اور اعليٰ منزل تک پہنچ سکے۔

خداوندا۔۔۔ ہمارا طلب کرنے والا ہاتھ اس قابل نہیں کہ تیري محبت و انسیت کو چھو سکے۔

خداوندا۔۔۔ ہمارے دل پر شہوت و غفلت کے پردے بڑھے ہوئے ہیں، ہمارے دل پر شیطان اور محبت دنیا کے غلیظ حجاب پڑے ہیں اور جن کي وجہ سے ہماري بصیرت قلبي تیري ذات، عظمت اور جلال کي طرف توجہ نہیں کرپاتي۔

آخرت کا راستہ باریک اور انسانیت کا طریقہ حدید (سخت) ہے۔

ہم بے چارے مکڑي کے جالے کي طرح اپني حقیر فکر کے تانے بانے میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ہم وہ حیران لوگ ہیں جنہوں نے ابریشم کے کیڑے کي طرح اپنے چاروں طرف شہوتوں اور آرزووں کا جال بن لیا ہے اور خود اپنے ہي جال میں پھنس گئے ہیں۔

اور ہمیں بالکل پتہ نہیں۔ کہ بارگاہ الہي کے غیب کي باتیں کیا ہیں اور اس کي بارگاہ سے عشق و محبت کے کیا مزے ہیں؟

(صرف ایک ہي صورت ہے اور وہ) صرف یہ کہ تو اپنے جلوے سے ہمارے دل کو روشني عنایت فرما اور اپني غیبي چمک سے ہماري خودي کو بے خودي میں بدل دے۔

مولا علي فرماتے ہيں:

الھي ھب لي كمال الا نقطاع اليک وانر ابصار قلوبنا بضياۂ نظرھا اليک حتيٰ تخرق ابصار القلوب حجب النور فتصل الي معدن العظمة و تصير ارواحنا معلقة بعز قدسک(مناجات شعبانيہ)

''ميرے معبود۔۔۔ مجھے مکمل طور سے سب چيزوں سے دل کو توڑ کر صرف تيري محبت والا بنادے اور ہمارے دل کي آنکھوں کو وہ روشني دے جس سے تو نظر آئے اور وہ روشني دے جس سے نور کے پردوں کو ہم چاک کرديں۔۔۔ اوربراہ راست تيري عظمت کے خزانے سے متصل ہوجائيں۔۔ اور ہماري روحيں تيري مقدس عظمت کے درجے سے وابستہ ہوجائيں۔''

(مناجات شعبانيہ)

بسم الله الرحمن الرحيم

نماز۔۔ بندے اور خدا کے درمیان رابطہ

نماز ۔۔۔ معبود حقیقي کي بارگاہ میں دل کي گہرائیوں کے ساتھ سر جھکانا اور انسان و خدا کے درمیان ربط قائم کرنا ہے اس رابطہ کا تعلق پیدا کرنے والے اور پیدا ہونے والے سے ہے۔ نماز تسلي دینے کے ساتھ ساتھ ہمارے پریشان اور تھکے ہوئے خستہ حال دلوں کو آرام و سکون عطا کرتي ہے۔ نماز ہمارے باطن کو صاف، آلودگي سے پاک اور نور خدا سے روشن کرتي ہے۔

نماز بندے کا خدا سے عہد و پیمان ہے، نماز خدا کے راستے پر چلنے کے لئے تحریک پیدا کرنے والي ہے اور اس حالت کے لئے آمادہ کرتي ہے جو دھوکہ اور فریب سے پاک ہے۔ ہم نماز پڑھتے ہیں تاکہ ہر برائي و بدي کو دور کریں اور اس کے ذریعے سے ہر خیر و خوبي اور جمال ملکوتي کو حاصل کریں۔ نماز اپنے وجود سے آگاہ ہونے اور اسے حاصل کرنے کا نظام ہے۔ مختصر یہ کہ نماز اس ذات سے رابطہ قائم کرنے اور مسلسل فائدہ حاصل کرنے کا نام ہے جو تمام کمالات کا سرچشمہ ہے۔ نماز اس ذات سے رشتہ جوڑنا ہے جو تمام خوبیوں اور نیکیوں کا خالق ہے یعني خدا۔

ہمارے ذہنوں میں اکثر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ

- نماز کو اہم ترین واجبات میں کیوں شمار کیا جاتا ہے؟
- کیا وجہ ہے کہ نماز کو دین کي بنیاد قرار دیا گیا ہے؟
- کیا وجہ ہے کہ نماز کو اس قدر اہمیت دي گئي ہے کہ ارشاد ہوا کہ اگر نماز قبول نہیں ہوئي تو کوئي عمل قبول نہیں ہوگا!
- دوسري تمام عبادات کے مقابلے میں آخر نماز میں کیا خاص چیز ہے جس کي وجہ سے وہ تمام عبادات میں سرفہرست ہے؟
- اور وہ کیا راز ہیں جن کے پیش نظر اسلام نماز کو بہت اہمیت کے ساتھ بیان کرتا ہے؟

ہم اسلام میں نماز کي غیر معمولي اہمیت کے پیش نظر اس کے مختلف پہلوؤں کي طرف توجہ کرسکتے ہیں مختلف کیفیات سے اسکي تحقیق اور مختلف زاویوں سے اس کے حقائق تک رسائي حاصل کرسکتے ہیں چنانچہ ہم ابتدائ ہي میں اس نکتے کي جانب اشارہ کریں گے کہ خلقت انسان کي اصلي غرض اور اس کي زندگي کا حقیقي ہدف کیا ہے؟

انسان کے کمال کا راستہ

قادر مطلق ۔۔ جس کي ذات حکمت والي ہے ۔۔ ہم نے انسانوں کو پیدا کرکے وجود جیسي نعمت سے مالا مال کیا ہے تو لازماً اس کے معني یہ ہیں کہ خداوند عالم نے ہماري پیدائش وجود سے ہمارے لئے ایک ہدف و مقصد مقرر کیا ہے اسے ہم یوں بیان کرسکتے ہیں کہ ہمیںایک مقرر کردہ راستے پر چلنا ہے تاکہ ہم اپني منزل و مقصد تک پہنچ سکیں، وہ تراستہ اپني اہمیت کے سبب باریک ہے اوراس کے وسائل بھي معین شدہ ہیں۔

اس لحاظ سے ہمیں چاہئیے کہ ہم اس راستے کي معرفت حاصل کریں جو ہماري منزل تک جاتا ہے اور ساتھ ساتھ یہ بھي سمجھیں کہ وہ مطالب و مقاصد کیا ہیں جن کو حاصل کرنے کے لئے اس راستے پر چلنا ضروري قرار دیا گیا ہے تاکہ اپنے راستے اور مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے ہم اس نتیجے پر پہنچیں کہ جس کا خداوند عالم نے وعدہ فرمایا ہے۔

پس جو شخص اس راستے پر قدم اٹھالے تو اسے چاہئیے کہ وہ صرف اپنے مقصد تک پہنچنے کے لئے کوشش کرے لہذا جب انسان کو اپنے مقصد تک جانے والي راہ کي اہمیت کا اندازہ ہوگا تو اسے یہ خیال ہوگا کہ اس راستے میں انحرافات اور اس کے عزم و ارادے کو کمزور اور متزلزل کرنے والے خیالات کہیں اسے اپنے جال میں پھنسا کر راہ مستقیم سے ہٹا نہ دیں چنانچہ اسے اپنے ہدف و مقصد کو پانے کي جدوجہد کو جاري رکھنے اور کم ہمتي اور حوصلہ شکني سے اس کي حفاظت کرنے کے لئے رہبر و ہادي کے احکامات سے ہدایات حاصل کرنے کي ضرورت ہے چنانچہ وہ رہبر اول ۔۔ کہ جس نے انسانوں کو ان کے ہدف و مقصد تک پہنچانے کے لئے راستہ مقرر کیا ۔۔۔ یعني خدا کے پیغمبر کي تعلیمات سے ذرہ برابر منہ نہ موڑے اور وہ ان کے مرتب کردہ اصول و قوانین سے ہرگز انحراف نہ کرے۔

وہ مقصد ۔۔۔ کہ جو انسان کا مقام کمال ہے ۔۔ کتنا ارفع و اعليٰ ہے یہي ہے کہ انسان کو اس دنیا سے واپس خدا کي جانا ہے جس کے لئے نماز کو مقرر کیا گیا ہے انسان کي پیدائش کي اصلي غرض یہي ہے کہ وہ نیک صفات جو انسان میں پوشیدہ ہیں ظاہر ہوں اور باطن میں پنہاں کمالات جلوہ افروز ہوں تاکہ انسان کي تمام صلاحیتیں اور کمالات عملي ہوجائیں اور وہ نیکي کے راستے پر گامزن ہوکر اپني ذات ، تمام دنیا اور تمام انسانیت کو نیک بنائے۔ لیکن لازم ہے کہ انسان اللہ کي معرفت کے ساتھ ساتھ اس راستے کي بھي معرفت حاصل کرے جسے خداوند عالم نے ہم انسانوں کو کمال تک پہنچانے کے لئے مقرر کیا ہے تاکہ اسے پیش نظر رکھتے ہوئے سستي اور کاہلي کئے بغیر اپنے مقصد وہدف تک رسائي کے لئے جدوجہد کرے۔

وہ کام ۔۔۔ جو انسان کو اس کے مقصد سے نزدیک کرتے ہیں انہیں انجام دینا اور وہ کام ۔۔۔ جو انحرافات و گمراہي سے پر اور انسان کي منزل کي راہ میں رکاوٹ ہیں ۔۔ انہیں ترک کرنا یہي وہ طریقہ ہے جو انسان کو اس کي زندگي کے معاني سمجھاتا ہے کہ اس مقرر کردہ خدائي راستے پر چلنا ہي اس کي زندگي کا حقیقي فلسفہ ہے۔ چنانچہ اگر ہم نے ان کاموں کو انجام نہیں دیا جو ہمیں ہمارے مقصد وہدف سے نزدیک کرتے ہیں اور ان افعال سے دوري اختیار نہیں کي جو نقصان دہ ہونے کے ساتھ ساتھ ہمیں

ہمارے مقصد و ہدف سے دور کرديتے ہيں تو حقيقتاً ہماري زندگي بے معني ہوجائيگي کہ جس کے گزارنے کا ہميں کوئي فائدہ نہيں پہنچے گا۔

ہم اپني بات کو دوسرے الفاظ ميں يوں بيان کرسکتے ہيں کہ ہماري زندگي ايک کلاس يا کمرہ امتحان کي مانند ہے جہاں ہميں چاہئيے کہ کائنات خلق کرنے والي اور ہميں زندگي عطا کرنے والي ذات نے جو قوانين و فارمولے بنائے ہيں ان پر عمل کريں تاکہ اپني دلي مراد اور نتيجہ اعليٰ تک پہنچ سکيں۔ ہم ان قوانين کو الٰہي سنتيں اورپيدائش کے (فطري) قوانين کہہ سکتے ہيں چنانچہ ہميں چاہئيے کہ عالم بشريت کو کمال تک پہنچانے والے ان قوانين کي معرفت حاصل کريں اور ان کے مطابق اپني زندگي بسر کريں۔

ان تمام باتوں کو عملي جامہ پہنانے کے لئے ضروري ہے کہ ہم اپني ذات کي معرفت حاصل کريں اور يہ بھي جانيں کہ خداوند عالم نے ہمارے باطن ميں کون کون سے کمالات پوشيدہ کئے ہيں اور ہميں اپني منزل تک پہنچنے کے لئے کن کن چيزوں کي ضرورت ہے يہي انسان کي سب سے بڑي مسؤليت اورذمہ داري ہے اور اسي ذمہ داري کو احسن طريقے سے نبھا کر انسان کو يہ قدرت حاصل ہوگي کہ اس کي اپنے مقصد کو حاصل کرنے کي جدوجہد ۔۔۔۔ ہوشياري کے ساتھ ہو اور اس کي جدوجہد ميں خدا کي توفيقات شامل ہوں۔ ليکن اگر ہم نے اس الٰہي راستے کي، جو ہمارے کمال کا راستہ ہے۔۔۔۔ معرفت حاصل نہيں کي اور ان قوانين کے مطابق ۔۔۔ جو خداوند عالم نے ہمارے کمال کے لئے مقرر کئے ہيں۔۔۔ عمل نہيں کيا اس کا مطلب ہے کہ ہماري زندگي ميں جمود ہي جمود ہے ہاں اگر ہم نے معرفت کے بغير جدوجہد کي يا قہراً تو نہ خدا کي توفيق شامل ہوگي اور نہ ہي ہم اپنے مقصد کو حاصل کرسکيں گے۔

ياد خدا

دين ہميں يہ بتاتا ہے کہ ہمارا مقصد و ہدف کيا ہونا چاہئيے ، ہميں کس رخ پر عمل کرنا چاہئيے اور ہم کن وسائل سے اپني منزل تک پہنچ سکتے ہيں اور صرف يہ بيان ہي نہيں کرتا ہے بلکہ قوت بھي ۔۔۔۔ جو ہماري جدوجہد کے لئے از حد ضروري ہے ۔۔۔ دين ہي انسان کو عطا کرتا ہے اور وہ اہم ترين توشہ راہ اور سامان ۔۔۔ جو ہماري گھڑي ميں ہے۔۔ ياد خدا ہے۔

چند چيزيں و روح انسان کے لئے ضروري ہيں وہ ''طلب (خواہش)'' اميد اور ''اطمينان'' ہے۔ طلب (خواہش) ، اميد اور اطمينان وہ مضبوط و توانا پر ہے جن کے ذريعے انسان اپني منزل کي طرف پرواز کرتا ہے اور ان کا مبدا و منبع ياد خدا ہے ياد خدا ہي کي وجہ سے انسان خواہش بھي رکھتا ہے ، اسے اميد بھي ہوتي ہے اور اطمينان بھي۔ ياد خدا ہميں ہمارے مقصد کي طرف متوجہ کرتي ہے۔ جو خدا تک پرواز ہے۔

خداتک پرواز سے کیا مراد ہے؟ یعني تمام خوبیوں اور کمالات تک پرواز۔ یاد خدا ہي کي وجہ سے ہم متوجہ رہتے ہیں کہ ہمیں کامل بننا ہے۔ یاد خدا ۔۔ ہماري اپنے مقصد کے حصول کي جدوجہد کي حفاظت کرتي ہے کہ کہیں ہم کج روي کي طرف مائل ہو کر اپنے مقصد سے دور نہ ہوجائیں۔

یاد خدا راہیان کمال کو ان کے راستے اور وسیلے کے بارے میں ہوشیار کرتي ہے اور انہیں احساس رہتا ہے کہ وہ کدھر جا رہے ہیں اور ان کا راستہ کون سا ہے؟ یاد خدا ۔۔۔ ہمارے قلوب کو قوت ، تازگي اور اطمینان عطا کرتي ہے۔ یاد خدا اس سلسلے میں بھي ہماري معاونت کرتي ہے کہ کہیں ہم دنیاوي جلووں اور ان کي ظاہري چمک دمک میں دل نہ لگا بیٹھیں اور نہ ہي زندگي کے مسائل اور نشیب و فراز ہماري راہ میں رکاوٹ بنیں۔

ایک اسلامي معاشرے میں ایک گروہ یا ایک مسلمان اگر یہ خواہش رکھتا ہے کہ
میں اس راستے پر چلوں جو اسلام نے انسانوں کے کمال کے لئے مقرر کیا ہے
ان اصول و قوانین پر عمل پیرا ہوں جن پر تمام پیغمبران نے عالم انسانیت کو عمل کرنے کي دعوت دي
اس راستے کا مسافر بنوں جس میں رکاوٹیں اور مزاحمتیں نہ ہوں کہ ان سے گھبرا کر منزل پر پہنچنے سے قبل ہي واپس پلٹ آوں اور
اس کي یہ بھي خواہش ہو کہ صراط مستقیم پر میرے قدم ثابت رہیں

تو خواہ وہ ایک گروہ ہو یا فرد واحد، اس کے لئے ضروري ہے کہ وہ ہمیشہ خدا کو یاد رکھے اور اس کي یا سے کبھي منہ نہ موڑے اور اسي وجہ سے دین کي ۔۔ جو انسانوں کو منزل کمال تک پہنچانے والے قوانین کا مجموعہ ہے۔۔۔ ہمیشہ سے یہ کوشش رہي ہے کہ مختلف راستوں اور وسیلوں سے ایسے حالات پیدا کرے کہ ایک دیندار کے دل میں یاد الہي کا سورج ہمیشہ چمکتا دمکتا رہے اور اس کي روشني سے اسکي روحاني دنیا ہمیشہ منور رہے۔

انہي اعمال میں سے ۔۔۔ جو دین نے ہم انسانوں کے کمال کے لئے ضروري قرار دیئے ہیں ایک عمل ایسا ہے جو یاد خدا سے لبریز اس کي نورانیت سے منور اور انسان کو یاد خدا کے دریا میں غرق کرنے والا ہے اور وہ عمل انسان کو بیدار اور اسے اس کي ذات سے آگاہ کرتا ہے۔ وہ عمل شاخص یا علامت و نشاني کے مثل ہے کہ خدائي راستے پر چلنے والے اس شاخص یا علامت و نشاني کو دیکھتے ہوئے ''صراط مستقیم'' پر ثابت قدم اور انحرافات و گمراہي سے دور رہیں اور وہ عمل جو انسان کي زندگي میں سر اٹھانے والي دنیاوي غفلت سے ہر آن اور ہر لمحے برسرپیکار ہے ''نماز'' ہے۔

نماز انسان کو بیدار کرتي ہے

انسان کو ذہن ہر وقت زندگي کے مسائل میں الجھا رہتا ہے جب کہ اس کي فکر مختلف امور میں مصروف و مشغول رہتي ہے اور شاذو نادر ہي ایسا ہوتا ہے کہ انسان کبھي اپني ذات کي طرف متوجہ ہو یا کبھي اسے خیال ہو کہ میري زندگي کا کیا مقصد ہے یا کبھي وہ اپنا حساب کرے کہ میري زندگي کے لمحات جو گزر گئے وہ کیسے گزرے اور یہ دن گزر رہے ہیں ان میں کیا تیاري کر رہا ہوں چنانچہ ہماري زندگي میں کتنے ہي ایسے دن ہیں جو اپنے انجام یعني رات کي تاریکي میں گم ہوجاتے ہیں اور دوسرا دن اپنا سفر شروع کردیتا ہے۔ کڑیوں سے ملتي رہتي ہیں، دن و رات دوڑ میں ہفتے اور مہینے گزر جاتے ہیں اور انسان کي زندگي سالوں کے گرد و غبار میں مٹتي چلي جاتي ہے اور انسان یہ خیال بھي نہیں کرتا کہ کب صبح ہوئي اور کب شام ؟ کتني باطل پرستي ہے کہ انسان ان باتوں کا احساس بھي نہیں کرتا اور وقت گزرتا جارہا ہے۔

نماز ایک گھنٹي ہے جو زندگي کے عظیم مقصد سے غافل انسان کو بیدار کرنے کا کام انجام دیتي ہے، نماز انسان کو دن و رات کے مختلف اوقات میں بیدار کرتي ہے اور اس کي زندگي کو بہتر طور پر گزارنے کا پروگرام دیتي ہے۔۔۔ نماز انسان سے یہ کہتي ہے کہ تم یہ عہد کرو کہ مجھے تمام کمالات حاصل کرنے ہیں۔ نماز۔۔۔ انسان کو متوجہ کرتي ہے کہ تمہارے دن اور رات بیکار نہیں ہیں۔ یہ نما ہي ہے جو انسان کو اس کے گذرے ہوئے لمحات کا حساب کرنے پر آمادہ کرتي ہے ایسي زندگي کہ جس میں انسان مادي مسائل اور ہنگاموں میں پھنسا رہتا ہے اور اسے یہ احساس بھي نہیں ہوتا کہ زمانہ اپنا سفر کتني تیزي سے طے کررہا ہے اور وقت کي چکي میں اس کي زندگي کے شب و روز پس پس کر اس کي زندگي کو ختم کررہے ہیں۔ نماز انسان کو متوجہ کرتي ہے اور اسے سمجھاتي ہے کہ تمہاري زندگي کا ایک اور دن رات کي تاریکي میں گم ہوگیا جو کبھي پلٹنے والا نہیں اور ایک نئے دن کا آغاز ہوگیا کہ معلوم نہیں کہ تم اس کا انجام دیکھ سکو گے یا نہیں نماز ہي انسان کو خواب غفلت سے جھنجھوڑتي ہے کہ تم بیکار پیدا نہیں کئے گئے ہو بلکہ تمہارے کندھوں پر ایک عظیم ذمہ داري اور عہدہ ہے تمہیں اہم ترین کام انجام دینے ہیں لہذا تم اپنا وقت برباد مت کرو۔۔۔ نماز ہي انسان کو ہوشیار کرتي ہے کہ تمہاري زندگي کا ایک بڑا حصہ بیکار گزر چکا ہے تو اب جو تمہاري عمر باقي ہے تمہیں چاہئیے کہ اپنے مقصد کے حصول تک جدوجہد میں لگے رہو۔

نماز تمام کمالات الہي کا مجموعہ ہے

ايك طرف يہ خيال کرنا چاہئيے کہ ہماري زندگي کے مادي مسائل اتنے پيچيدہ اور گھمبير ہيں ۔۔۔۔ اور يہ فطري بات ہے ۔۔۔۔۔ کہ انسان اپني زندگي کے مقصد اعليٰ اور عظيم ہدف کو فراموش کرديتا ہے اور دوسري جانب انسان کا خودبخود ان عظيم ذمہ داريوں کي طرف ۔۔۔۔۔۔ جو اسے مقام کمال تك پہنچنے کے لئے سونپي گئي ہيں۔۔ ہر روز متوجہ ہونا، نا ممکن اور محال ہے اور اسي طريقے سے يہ بھي ممکن نہيں کہ کوئي ايسي ذات ہو جس کا کام فقط يہي ہو کہ وہ ہميں سمجھائے کہ تم کس لئے دنيا ميں آئے ہو اور تمہاري زندگي کا کيا مقصد ہے؟

اس کے ساتھ ساتھ ايك اور بات بھي قابل ذکر ہے کہ خود يہ زمانہ اپنے دامن ميں اتني وسعت نہيں رکھتا ہے کہ ہم اسلامي آئيڈيالوجي يا نظريات کے مطابق اپني زندگي بسر کريں اور اسلام کي عطا کردہ خواہشات کي تکميل کريں۔ نہ تو ہمارے صبح و شام ميں اتني گنجائش ہے کہ ہم اعليٰ مقاصد تك پہنچ سکيں اور نہ ہي ايسي لمبي فرصت ملے گي کہ ہم اس ميں اپني منزل کو پا سکيں۔

چنانچہ کم اوقات والے دن و رات کي زندگي ميں نماز وہ معجون الہي ہے جس نے انسانوں کے لئے تمام کمالات کو اپنے اندر سمويا ہوا ہے يا با الفاظ ديگر نماز ہي تمام کمالات الہي کا مجموعہ ہے۔ ہمارا دل روزانہ نماز ميں متوجہ ہوتا ہے کہ ہميں دنيا ميں رہ کر کيا کرنا ہے۔۔۔۔۔ نماز ہميں بتاتي ہے کہ اسلام ہم سے کس چيز کا تقاضا کرتا ہے۔۔۔۔ ؟ نماز کے لئے ہم کہہ سکتے ہيں کہ نماز تمام ممالك کا قومي نغمہ ہے البتہ ہر قوم کے لحاظ سے نماز کے معني ميں تھوڑے بہت فرق ہوں گے اور ہر ملك اور ہر زمانے کے لحاظ سے اس کي توجہ ميں کمي بيشي ہو سکتي ہے۔

اصول و قوانين کي تکرار ذہنوں ميں ان کي پختگي کا سبب ہوتي ہے

ايك مملکت اس بات کي خواہشمند ہوتي ہے کہ اس کے اصول و قوانين مضبوط ہوں، اس کے نظريات وہاں بسنے والے افراد کے اذہان ميں راسخ و پختہ ہوں اور وہ مملکت کي فکر پر باقي رہيں، چنانچہ اس کے لئے ضروري ہے کہ ان افراد کے لئے ان نظريات کي تکرار کي جائے اور وہاں کے افراد ہے کہ ان افراد کے لئے ان نظريات کي تکرار کي جائے اور وہاں کے افراد سے کہا جائے کہ يہ تمہارا قومي نغمہ ہے ۔۔۔۔ جو زندگي کے ہدف، آئيڈيالوجي اور ملت کے افراد کے مقاصد پر مشتمل ہے۔۔۔۔

اسے بار بار پڑھو اور ضروري ہے کہ اس ملك کے باشندے ان کي تکرار کرتے ہيں کيونکہ اس تکرار کي وجہ سے وہ ملك کے نظريات و افکار پر باقي رہيں گے اور انہيں يہ احساس رہے گا کہ وہ اس ملك کے رہنے والے ہيں اور وہ، ان اغراض و مقاصد کو۔۔ جو مملکت انہيں بتا رہي ہے۔۔۔ حاصل کرنے کي جدوجہد جاري رکھيں گے۔

اگر اس مملکت کے رہنے والے اپنے ملك کے اصول و قوانين اور اغراض و مقاصد کو فراموش کرديں تو اس کا مطلب يہ ہے کہ ان کا راستہ بدل جائے گا اور وہ اس راستے کے مسافر نہيں رہيں گے۔ چنانچہ لوگوں کے لئے مملکت کے اغراض و مقاصد بار بار

بيان کرنا ، ان ميں احساس ذمہ داري پيدا کرنا اور کام و خدمت کي طرف بار بار ان کي توجہ مبذول کرانا۔۔۔۔ يہي وہ عوامل ہيں جن کي وجہ سے وہ جدوجہد کے لئے آمادہ ہوں گے۔۔۔۔ اور ويسے ہي بن جائيں گے ۔۔۔ اور اسي تکرار کي وجہ سے منزل کا نقشہ اور منزل کا راستہ ان کي سمجھ ميں آجائے گا اور ساتھ ہي وہ اپني مسؤليت و ذمہ داري کو بھي سمجھ ليں گے۔ يہ تکرار ان کے ذہنوں ميں ان کي مملکت کے اصول و قوانين اور اغراض و مقاصد کو زندہ رکھنے اور ان کي ذمہ داريوں کو مقرر کرنے کا باعث ہوگي اور ان تمام باتوں کا نتيجہ يہ ہوگا کہ وہ عمل کے لئے تيار ہوجائيں گے اور شجاعت و ہمت کے ساتھ ساتھ قدم آگے بڑھائيں گے۔

نماز مکتب اسلام کے اصولوں کا خلاصہ

نماز ۔۔۔ مکتب اسلام کے اصولوں خلاصہ ہے ، نماز ۔۔۔ مسلمانوں کے لئے ان سے راہ نماز ''صراط مستقيم ''کو روشن کرنے والي ۔۔۔ ان کي مسؤليت و ذمہ داري کي نشاندہي کرنے والي ۔۔۔ اور ان کي محنت و جدوجہد کے نتيجے کو بيان کرنے والي ہے۔

دن کا آغاز يا زوال آفتاب يا پھر رات کي تاريکي ۔۔۔ مسلمان کو طلب کرکے اسلام کے اصول و قوانين ، اسلام کے راستے اور اس کے مقصد ونتيجے کو اس کي زبان ميں سمجھايا جاتا ہے اور اسے روحاني طريقے سے آمادہ کيا جاتا ہے کہ وہ اسلام کے اصول و قوانين کے مطابق عمل کرے۔ نماز ميں انسان اپني زبان کے ذريعے دل کو آمادہ کرتا ہے۔۔۔۔ اسے اطمينان و تسلي ديتا ہے اور اپنے ميں يہ احساس پيدا کرتا ہے کہ کہيں ميں اپنے ہدف و مقصد سے دور تو نہيں ہورہا ہوں، نماز ہي انسان کے ہر قدم کو ايمان کے آخري درجے تک لے جاتي ہے اور اس کے ہر عمل کو کامل کرديتي ہے ۔ المختصر نماز انسان ناقص کو انسان کامل بناديتي ہے۔ ہاں يہي نماز ہے جو معراج مومن ہے۔

نماز تاريکي و ظلمت ميں نور الہي ہے

ہم انسانوں کا راستہ ۔۔۔ جو خداوند عالم نے ہمارے کمال کے لئے مقرر کيا ہے ۔۔۔ جو آگے چل کر بہت دشوار ہوگا کہ اسي راستے پر چل کر انسان کامياب ہوسکتا ہے ۔۔۔۔ حقيقي سعادت ۔۔۔۔ خوشي اور کمال کو حاصل کرسکتا ہے اور اسي راستے پر چلنا اور منزل کو پانا ہي انسان کي زندگي کا اصلي ہدف ہے۔

ليکن مشکل يہ ہے کہ ہمارے سامنے صرف يہي راستہ نہيں ہے کہ اس کي نشاندہي کردي جائے اور ہم وہ راستہ طے کرکے اپني منزل تك پہنچ جائيں بلکہ ظلمت (تاريکي) ۔۔۔ خدائي اصولوں سے انحراف ۔۔۔۔ اور ہميں ہماري منزل سے دور کرنے والے عوامل کثرت سے ہماري راہ ميں رکاوٹ ہيں اور نہ صرف رکاوٹ ہيں بلکہ اتنے پر کشش و پر فريب اور دل کو اپني جانب موہ لينے

والے ہیں کہ راہ اسلام پر چلنے والا مسافر تردد میں مبتلا ہوجاتا ہے کہ کیا کروں اور کیا نہ کروں ۔۔۔ اس راستے پر قدم اٹھاوں یا نہ اٹھاوں۔۔۔ اور اسي کیفیت میں انسان بعض اوقات غلط کو صحیح خیال کرنے لگتا ہے۔

انسان اس منزل پر کیا کرے جب اس کے قدم لڑکھڑانے لگیں۔۔۔ انسان کیا کرے کہ اس کي راہ روشن اور اس کي جدوجہد صحیح سمت میں جاري رہے ۔۔۔۔ اور انسان کیا کرے کہ وہ اپني منزل آخر ۔۔۔ جو قرب خدا اور کمالات کا حصول ہے ۔۔۔۔ سے ایک لمحے کے لئے بھي غافل نہ ہو۔

انساني عزائم کو کمزور و متزلزل کرنے کے مقام پر نماز ہي وہ سہارا ہے جس کے ذریعے انسان باحفاظت اپني منزل تک پہنچ سکتا ہے ۔۔۔ تردد و اشتباہ کي سیاہي و ظلمت میں نماز ہي مینارہ نور ہے جو انسان کي راہ کمال کو روشن رکھتي ہے ۔۔۔ نماز ہي وہ میزان الٰہي ہے جو حق کو حق اور باطل کو باطل قرار دیتي ہے ۔۔۔ اور یہ نماز ہي ہے جس کي وجہ سے انسان یاد خدا کي طرف متوجہ رہتا ہے۔

اپنے مفاہیم کو سمیٹتے ہوئے ہم اپنے مقصد کو دوسرے الفاظ میں یوں بیان کرسکتے ہیں کہ انسان کي پوري زندگي کا خلاصہ روزانہ نماز میں اس کے سامنے آتا ہے ۔۔۔ نماز ہي کي وجہ سے ہمارے دل کي کھڑکي سے خدا کے رابطے باد نسیم ہماري روحاني دنیا کو شاد و آباد رکھتي ہے اور ہمارے وجود کو حقیقت ۔۔۔ انسانیت ۔۔۔ اور روحانیت عطا کرتي ہے یا یوں کہیے کہ نماز کے چند الفاظ میں اسلامي فکر کي تمام باتیں اور مقاصد بطور خلاصہ موجود ہیں یا اسلام کے تمام بیانات کا نچوڑ نماز میں ہے یا نماز اسلام کا جوہر اصلي ہے۔

اس طریقے سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ نماز کو پانچ اوقات میں تقسیم کرنے کي کیا وجہ ہے اور اسي وجہ سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ نماز کي اہمیت کس قدر ہے ؟ جیسے جسم کو قوت پہنچانے کے لئے ہم ایک نظام کے تحت اسے غذا دیتے ہیں، اسي طرح ہماري روح کو بھي خدا تک پرواز کے لئے غذا کي ضرورت ہے تاکہ وہ تندرست و توانا رہتے ہوئے تمام شیطاني قوتوں کا ظابت قدمي سے مقابلہ کرسکے۔ ساتھ ہي ساتھ یہ بھي سمجھنا چاہئیے کہ روح کا معاملہ ایسا نہیں ہے کہ ہم روح کو ایک دفعہ درس دے دیں یا ایک ہي دفعہ ہدایت کردیں جو ہمارے مرنے تک اس کے لئے کافي ہو بلکہ روح کا معاملہ بدن سے زیادہ حساس ہے یعني روح کے لئے ضروري ہے کہ دن و رات میں ہر تھوڑي دیر بعد اسے غذا فراہم کي جائے۔

ایک بات تو یہ طے ہوگئي کہ نماز اسلام کے تمام اغراض و مقاصد کا خلاصہ ہے۔ نماز میں تلاوت قرآن بھي ہے جو نماز کے واجبات میں سے ہے۔ نماز، نمازي کو قرآن کے مضامین سے آشنا کرتي ہے کہ قرآن کے مطالب میں غور کرو اور اپني فکر کو فکر قرآن کے ساتھ مربوط کرنے کي کوشش کرو۔ بنیادي طور سے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ نماز میں جتنے افعال و حرکات ہیں سب اسلام کو نمونہ پیش کرتي ہیں البتہ مختصر طریقے سے۔

اسلام اپنے پیروکاروں کے بدن، ان کي فکر اور ان کي روحوں کو بھي ان کي خوش بختي اور کمال کے لئے استعمال کرتا ہے۔ نماز میں انسان کي تینوں چیزیں یعني اس کا بدن، اس کي فکر اور اس کي روح مصروف ہوتے ہیں۔

بدني حالت: ہاتھ، پیر، زبان کي حرکت، جھکنا، بیٹھنا اور خاک پر پیشاني رکھنا۔ یہ انسان کي بدني حالت ہے۔

فکري حالت: ہم نماز کے مضامین اور نماز کے الفاظ کے بارے میں سوچتے ہیں جو نماز میں بیان کئے جاتے ہیں۔ یہ مضامین اور الفاظ عام طور سے اشارہ کرتے ہیں کہ ہماري زندگي کا ہدف و مقصد اور اس کے وسیلے کیا ہیں یعني نماز میں اسلام کا خلاصہ ہمارے ذہنوں سے گذرتا ہے۔

روحي حالت: نماز میں ہماري روح کا عالم یہ ہوتا ہے کہ نماز میں ہم خدا کو یاد کرتے ہیں جو ہماري روح کے کمال کا سبب ہے، نماز میں ہمارا دل ۔۔۔ باطني کمالات ۔۔۔ اور اخلاقي پاکیزگي کے لئے پرواز کرتا ہے اور نماز نہ صرف ہماري روح کي طہارت کرتي ہے بلکہ ہمارے دل کو فضول کاموں کي انجام دہي اور اسے بھٹکنے سے روکتي ہے اور یہ نماز ہي ہے جو ہماري روح میں خوف خدا کا بیج ڈالتي ہے۔

نماز کو قائم کرنا پڑھنے سے زیاده اہمیت ك حامل ہے

لوگوں نے بیان کیا ہے کہ دنیا میں جتنے آئین اور جتنے لوگ ہیں، ہر ملت کي نماز ان کے نظریے کا خلاصہ ہوتي ہے چنانچہ اس بیان کے مطابق ہم کہہ سکتے ہیں کہ نماز بھي ایسي ہي ہے اور اسلام نے جو نماز مقرر کي ہے اس میں روح و جسم ۔۔۔۔مادیت و روحانیت (معنویت) ۔۔۔۔ اور دنیا و آخرت ۔۔۔۔۔ کو یکجا کردیا گیا ہے۔ یہ نماز کي عظیم الشان خوبیاں ہیں جو اسلام نے بیان کي ہیں۔ یہي وجہ ہے کہ جب ایک مسلمان نماز ادا کرتا ہے تو وہ اپني تمام (مادي و روحاني) طاقتوں اور قوتوں کو اپنے وجود کے کمال کے لئے استعمال کرتا ہے یعني وہ بیک وقت اپني جسماني ۔۔۔ فکري ۔۔۔۔ اور روحي قوتوں کو اپنے کمال و ارتقائ کے لئے استعمال کرتا ہے۔

نماز پڑھنے والا اس دلیل کي وجہ سے ۔۔۔ اپني تمام (مادي و روحاني) صلاحیتوں اور قوتوں کے ساتھ خدائي راستے پر قدم بڑھاتا ہے ۔۔۔۔ اور اپنے وجود میں سر اٹھانے والے شر کے جذبات ۔۔۔۔۔ فساد کے میلانات اور انحرافات کا مشاہدہ کرتا ہے تو نماز کے ذریعے سے ان کو ترک کرتا جاتا ہے چنانچہ قرآن میں کئي مقامات پر نماز کو قائم کرنے کو کہا گیا ہے اور یہي دینداري کي پہچان اور علامت ہے اور اسي وجہ سے ہماري یہ خیال ہوتا ہے کہ نماز کو قائم کرنا نماز کو پڑھنے سے زیادہ اہمیت والا ہے یعني آیات قرآني میں جس کثرت کے ساتھ نماز کو قائم کرنے کا حکم آیا ہے اس کا مطلب فقط یہ نہیں ہے کہ ایک شخص صرف (ظاہري صورت اور آداب کے ساتھ) نماز پڑھ لے بلکہ حقیقتاً نماز کو قائم کرنے کا مقصد یہ ہے کہ نماز ہمیں جس سمت لے جانا چاہتي ہے ہم اسي سمت

پيش قدمي كريں۔۔۔۔ جس منزل كي طرف هماري توجه مبذول كرانا چاهتي هے هم اس كے لئے بھرپور توجه كريں ۔۔۔۔ اور جن اغراض و مقاصد كے حصول كے لئے آماده كرتي هے هم ان كے حصول كے لئے جدوجهد كريں يعني هم نيك صفات اور تمام خير و خوبيوں كو حاصل كرنے كا عهد كريں جن كا خلاصه نماز هے يا دوسرے الفاظ ميں ياد خدا اور اسلام كے بيان كرده تمام مقاصد همارے دل ميں قيام كريں اور يه دوسروں كي زندگي ميں قيام كريں۔ هم بھي اسلام كے مقرر كرده هدف و مقصد كے حصول كے لئے جدوجهد كريں اور دوسرے بھي انهي مقاصد كے حصول كے لئے كوشاں رهيں۔

گويا نماز كو قائم كرنے سے مراد يه هے كه انسان اپني كوشش كے ذريعے اپنے ماحول اور زندگي كي فضا كو ايسا بنائے كه جيسا نماز هم سے تقاضا كرتي هے يعني سب خدا كي تلاش و توجه ميں همه وقت كوشاں هوں، خدا پرست هوں اور اس سمت اور اس راستے پر حركت كريں كه جس سمت اور جس راه پر نماز هميں لے جانا چاهتي هے۔

پس ايك مومن هو يا مومنين كا گروه۔۔۔۔ نماز كو قائم كر كے اپني تباهي، گناه كي طرف توجهات و ميلانات اور فساد كي تمام كيفيات كو اپني ذات سے ختم كرديتا هے اور نه صرف اپني ذات كو ان سے پاك كرتا هے بلكه اپنے ماحول اور معاشرے كو بھي پاك كرتا هے۔

يعني ايك گروه جب نماز قائم كرتا هے تو اس كا مطلب يه هوتا هے كه وه خود كو تباهي و بربادي سے محفوظ ركھنا چاهتا هے۔

نماز ان تمام كيفيات كو ۔۔۔ جو انسان كو اس كے مقصد و هدف سے انحراف و بغاوت پر اكساتي هيں ۔۔۔۔ ختم كرديتي هے، همارے گناهوں كو جلاديتي هے، نماز هي همارے اندروني و بيروني جوش و جذبات كے طوفان كو پرسكون كرديتي هے اور نفس كے ان عوامل كو ۔۔۔ خواه شخصي و فردي هوں يا اجتماعي ۔۔۔ بے جان كرديتي هے۔ حقيقت يه هے كه نماز فرد واحد كي اصلاح كے ساتھ ساتھ ايك معاشرے كو بيهوده اور ناپسنديده اعمال سے روكنے كا ذريعه هے۔

نيكي كے خلاف شيطان كي جنگ جاري هے

زندگي كي دوڑ ميں ۔۔۔۔ جهاں هر طرف مختلف نوعيتوں كي كشمكش اور نيكي و بدي كي جنگ و جدل جاري هے۔۔۔ همارا مقابله مختلف النوع مسائل سے هوتا هے اور همارا ذهن مختلف الجھنوں ميں گھرا رهتا هے۔ كاروبار حيات ميں برائيوں كي نجاسات اپنے عروج پر هيں يعني تمام شيطاني قوتيں اپنے كل اسباب، بهترين انتظامات اور هتھياروں سے مسلح اپني كمين گاه سے انسانوں كو اپنے نشانے پر لئے هوئے هيں اور انهوں نے اس بات پر قيام كيا هوا هے كه جهاں بھي ديكھيں كه لوگوں ميں نيكي كا جذبه هے يا نيك اعمال كي طرف توجهات هيں تو كسي نے كسي طرح اسے نابود كرديں اور اس شجر طيبه كو جڑ سے كاٹ ديں تاكه وه نيكي كا شجر معاشرے ميں نشونما نه پاسكے۔

انسان کے الهي مقاصد كي پہلي حفاظتي ديوار كہ جس پر شيطاني قوتوں كا زيادہ ہجوم رہتا ہے انسان كا عزم اور نفس كي قوت ہے۔ شيطان كي دلي آرزو ہے كہ ہمارے عزم (مقصد و ہدف كو حاصل كرنے كي قوت طلبي) كو كمزور كردے اور ہمارے نفس كي قدر و طاقت نيست و نابود ہوجائے۔ چنانچہ انسان كي زندگي ميں عزم اور قدرت نفس كا نہ ہونا يا كمزور ہونا اس بات كا پيش خيمہ ہوگا كہ شيطان ہمارے وجود پر اپنا تسلط جمالے اور ہماري صلاحيتوں اور كمالات كو برباد كردے۔ شيطان انسان كے وجود كو ۔۔۔۔۔ جس ميں صلاحيتيں، كمالات، خوبياں اور علم و معرفت الهي كے خزانے پوشيدہ ہيں ۔۔۔۔۔ اپني چراگاہ بناليتا ہے اور جب چاہے اس ميں داخل ہو كر انسان كے گلشن معرفت كو ويران كرديتا ہے اور اس طرح اپنے مذموم مقاصد كي تكميل كرتا ہے۔

وہ افراد جو اپنے زمانے اور تاريخ كے لئے خدا كے راستے پر ايك پيغام ركھتے ہوں اور نئے راستے پر چلنے كے خواہشمند ہوں ۔۔۔ ايسے افراد اور ان كے نظريے كي تباہي كے لئے شيطان زيادہ فكر مند رہتا ہے اور ان پر زيادہ حملے كرتا ہے تاكہ ان كے عزم و قدرت نفس كو كمزور كردے۔ چنانچہ وہ افراد جو اپني منزل تك پہنچنا چاہتے ہيں انہيں چاہئيے كہ اپنے عزم و ارادے كو مستحكم بنائيں تاكہ وہ شيطان كے حملوں كا دفاع كرتے ہوئے اپني منزل مقصود تك پہنچ سكيں۔

اسلام نے انسان كي حقيقي كاميابي و كامراني اور اس كے معراج كے لئے جو نماز مقرر كي ہے، ہم اس ميں اپنے آپ كو نصيحت كرتے ہيں اور دل كو بار بار ياد خدا كي طرف متوجہ كرتے ہيں۔ نماز معمولي قوتوں كي مالك اور مادي كمالات كي حاصل شخصيت كو ۔۔۔ جس كے لئے تباہي كے خطرات ہمہ وقت اس كے سر پر منڈلاتے رہتے ہيں ۔۔۔۔۔ اس خدا سے مربوط كرديتي ہے جس كي تمام صفات و كمالات كي كوئي حد نہيں ہے بلكہ حد يہ ہے كہ وہ تمام حدود سے مبرا ہے۔

يقيناً نماز ہي وہ پل ہے جس كے ذريعے ہمارا اور خدا كا رشتہ قائم ہوتا ہے اور نماز ہي كے ذريعے سے ہم خدا پر بھروسہ كرتے ہيں اور ہم خود كو اس ذات سے قريب كرتے ہيں جو تمام جہانوں كي فكر كرنے والي ہے اور ہميں احساس ہوتا ہے كہ ہماري قوت لامحدود لازوال ہے۔ نماز كے ذريعے سے انسان كا خدا سے قريب ہونا اور خدا كي حاكميت و طاقت پر بھروسہ كرنا ہم انسانوں كي تمام كمزوريوں اور تمام برائيوں كا بہترين علاج ہے اور ہمارے عزم و ارادے كو مضبوط و مستحكم كرنے اور اسے برقرار ركھنے كے لئے بہترين مالك ہے۔

رسول الله اور نماز

رسول گرامي قدر صلي الله عليه و آله و سلم ۔۔۔ جو اسلام کے عظيم آستانے ميں تمام دنيا کي جاہليت کے مقابل اپنے کندھوں پر مسؤليت اور ذمہ داري کا کوہ گراں محسوس کررہے ہيں ۔۔۔ کو حکم ديا گيا خدا کو ياد کرو اور رات کي تاريکي ميں نماز پڑھو (سورہ مزمل ۱ تا ۵)

اے مزمل ۔۔۔۔ رات کو خدا کي بارگاہ ميں قيام کرو مگر تھوڑي دير۔ آدھي رات يا اس سے کم يا اس سے زيادہ اور قرآن کو ترتيل کے ساتھ پڑھو۔ ہم عنقريب تم پر ايک بھاري بيان (کي ذمہ داري) ڈالنے والے ہيں۔

اس عظيم ذمہ داري، قول ثقيل يا مقصد کے لئے سورہ مزمل کي ان ابتدائي آيات ميں رسول خدا کو نماز شب پڑھنے کا حکم ديا گيا ہے ۔ ہم اپنے مضمون کو آگے بڑھاتے ہيں تاکہ نماز کے بيانات ميں توجہ کرسکيں اور اسي توجہ ميں ہم نماز کے ترجمے سے ۔۔۔۔۔ جو مناسب ہونا چاہئيے ۔۔۔۔ آگے نہيں بڑھيں گے اور اس کے ساتھ ساتھ ہم علمي نقطہ نگاہ سے يہ تعليم دينے کي کوشش کريں گے کہ نماز کا ہدف کيا ہے ؟ اور حتيٰ الامکان ہماري يہ بھي کوشش ہوگي کہ ہم انہيں بيان کرنے ميں اپنے مقصد سے نزديک تر ہوں۔

ابتدائي نماز

نماز کي ابتدائ، خدا کے نام، اس کي عظمت کي ياد اور اس چيز سے ہے کہ اس کي ذات کتني بلند ہے اور اس کي ذات تمام انساني فکروں سے بلند تر ہے۔

الله اکبر ۔۔۔۔ خدا سب سے بزرگ ہے

نماز گذار اس جملے کے ساتھ خدا سے اپنے راز و نياز کو شروع کرديتا ہے۔

الله اکبر ۔۔ خدا بزرگ تر ہے۔ خدا اس سے بھي اونچا ہے کہ کوئي اس کي تعريف و توصيف بيان کرے۔ خدا تاريخ عالم کے تمام خداوں سے بزرگ تر ہے بلکہ خدا ان کي قدرتوں اور ظاہر طاقتوں سے بھي بزرگ تر ہے کہ جن سے انسان خوف کھاتا ہے يا جن سے لالچ رکھتا ہے اور خدا اس سے بھي بلند و اعليٰ ہے کہ خدا کي جو سنتيں مقرر ہيں، اور اس کے قوانين جو کائنات ميں جاري و ساري ہيں، کوئي ان کو توڑ سکے۔

اگر انسان ان خدائي سنتوں کي معرفت اور ان پر اپني توجہ مرکوز رکھتے ہوئے اپنے مقصد اور اپني تلاش کا انتخاب کيے ہوئے ہو اور اس کا خيال ہو کہ خدا بہت عظيم اور بزرگ ہے تو وہ اپنے دل ميں ايک طاقت کا احساس کرے گا اور اميد سے بھرپور احساس کرے گا کہ اسے اپنے مقصد کو حاصل کرنے کي جدوجہد ميں خدا کي مدد ضرور شامل ہوگي اور اس کے کاموں کا انجام يقينا نيک اور

کامیاب ہوگا اور اس طرح وہ مستقبل کي زندگي اور آنے والے راستے پر نیک خیالات سے بھرپور نگاہ ڈالنے کا چنانچہ نماز پڑھنے والا لفظ ۔۔۔۔۔۔ اللہ اکبر کے ادا کرنے کے بعد عملاً نماز میں داخل ہوجاتا ہے۔ پس اسے چاہئیے کہ اس قیام کي حالت میں سورہ حمد کے بعد قرآن کے ایک مکمل سورے کي تلاوت کرے۔

سورہ حمد

بسم اللہ الرحمن الرحيم

ابتدائ اس خدا کے نام سے جو ايسي رحمت رکھتا ہے جو تمام عالم پرسايہ افگن ہے اور ايسي رحيميت (مہرباني) والا ہے جو ہميشہ باقي رہنے والي ہے۔

قرآن کے ہر سورے کي ابتدائ اسي جملے سے ہے اور اسي جملے سے نہ صرف نماز کي ابتدائ ہوتي ہے بلکہ ايک مسلمان کے تمام کاموں کي ابتدائ اور آغاز نام خدا سے ہوتا ہے۔ انسان کي زندگي، اس کے تمام معاملات اور اس کي زندگي کے تمام جلووں کي ابتدائ خدا کے نام سے ہے۔ مسلمان خدا کے نام سے اپنے دن کو شروع کرتا ہے اور خدا ہي کے نام سے اپنے روزمرہ کے امور کو انجام تک پہنچاتا ہے ۔۔۔ وہ خدا کے نام اور اس کي ياد کے ساتھ بستر ميں داخل ہوجاتا ہے ۔۔۔ اور اپنے نئے دن کے کاموں کو دوبارہ خدا کے نام سے شروع کرکے انہيں پايہ تکميل تک پہنچاتا ہے بلکہ اپنے خدا کي ياد سے اس دنيا سے آنکھيں بند کرتا ہے اور ہميشہ رہنے والي زندگي کي طرف منتقل ہوجاتا ہے۔

الحمد للہ رب العالمين

تعريف و توصيف صرف اس خدا کے لئے ہے جو پوري دنيا اور تمام کائنات کا پالنے والا ہے۔

سب تعريفيں خدا کے لئے ہيں

تعريف و توصيف کي جتني بھي قسميں ہيں وہ سب خدا کے لئے مخصوص ہيں کيونکہ کائنات ميں جتني عظمتيں وجود رکھتي ہيں اب سب کا خالق خدا ہے اور جتني رحمتيں ہيں وہ سب خدا کي طرف سے ہيں۔ خداوند عالم کي ذات ميں تمام اعليٰ صفات جمع ہيں اور تمام نيکياں اور نيک کام جو ہم دنيا ميں ديکھ رہے ہيں ان سب کا سرچشمہ اسي کا وجود ہے۔ لہذا خدا کي تعريف کرنا نيکيوں اور نيکوکاروں کي تعريف کرنا ہے اور خدا ہي کي تعريف کرنے کي وجہ سے ہماري کوشش اور جدوجہد کو ۔۔۔ جو نيک بننے اور نيک خواہشات کي تکميل کے لئے ہے، اپنے انجام تک پہنچنے کا راستہ مل جاتا ہے۔

اگر کوئي انسان خود ميں اچھي صفت ديکھے يا قابل تعريف کردار محسوس کرے تو وہ جان لے کہ اس ميں موجود وہ نيکي اور خوبي خدا کي رحمت کا فيض اور اس کا لطف و کرم ہے اس لئے کہ يہ صرف خدا ہي کي ذات ہے کہ جس نے انسانوں کي فطرت کو نيکيوں پر قائم کيا ہے اور يہ بھي خدا ہي کا کام ہے کہ جس نے انسان کے باطن ميں پوشيدہ صلاحيتوں کو ايسا بنايا ہے کہ اس کا باطن ہميشہ ايسي فکر ميں رہتا ہے کہ ان تمام نيکيوں اور صلاحيتوں کو ايسا بنايا ہے کہ اس کا باطن ہميشہ ايسي فکر ميں رہتا ہے کہ ان تمام نيکيوں اور صلاحيتوں کو ۔۔۔ جن کا سرچشمہ خدا کي ذات ہے۔ کمال تک پہنچائے اور يہ بھي خدا ہي کي ذات ہے جس نے انسانوں کو ايک

اور قدرت دي ہے جسے ہم تصميم يا مصمم (پکا) اراده کہتے ہيں يعني کس کام کو کرکے ہي چھوڑنا يا کسي کام کو اس کے انجام تک پہنچانے کا عزم - يہ انسان کے لئے ايسا سرمايہ ہے جس کے ذريعے سے انسان نيک بننے کے لئے اور نيک اعمال کے راستے پر قدم بڑھاتا ہے-

خدا عالمين کا پالنے والا اور انہيں کمال تک پہنچانے والا ہے

انسان اپنے اس خيال سے ---- کہ جو رحمت و خوبي دنيا ميں ہے وہ سب خدا کي طرف سے ہے --- اپني ذات کو اچھائيوں ميں گم نہيں ہوجاتا ہے اور نہ ہي اپني ذات کے شاندار ہونے کا خيال کرتا ہے- اگر انسان ميں نيک بننے اور کمالات حاصل کرنے کي توجہ ہوگي تو اس کي وجہ سے اس کي اس بات کي طرف بھي ہوگي کہ وہ اپنا وقت ضائع نہ کرے يا بيہودہ حرکات ميں وقت نہ گذارے اور اسي طرح يہ بھي خيال ہوگا کہ وہ نيکي کي صلاحيتوں اور قوتوں کي حفاظت و پاسداري بھي کرے-

نماز پڑھنے والا جب عبادت ميں کہتا ہے کہ رب العالمين -- وہ تمام (عالمين) جہانوں کا رب ہے يعني کائنات ميں جتني دنيائيں اور لوگ وجود رکھتے ہيں وہ ان سب کا رب ہے اور ہم قبول کرتے ہيں کہ کائنات ميں يہي ايک دنيا نہيں ہے بلکہ اس کے علاوہ اور بہت سي دنيائيں ہيں- يہي ايک جہان نہيں ہے اور بہت سے پوشيدہ جہان اس کائنات کا حصہ ہيں اور ان تمام دنياوں اور جہانوں کا تعلق ہم ہي سے ہے سب کے سب آپس ميں ايک دوسرے سے منسلک ہيں-- سب کو خدا نے خلق کيا ہے ---- اور وہي سب کو کمال تک پہنچا رہا ہے-

نماز پڑھنے والا اس بات کا احساس کرتا ہے کہ اس دنيا کے علاوہ اور بہت سي دنيائيں ہيں جبکہ اس سے قبل وہ نہ صرف خود کو اس دنيا تک محدود خيال کرتا تھا بلکہ اس کي زندگي کا نظريہ بھي ماديت کي قيد ميں تھا ليکن رب العالمين --- کہنے کے بعد اسے يہ خيال ہوتا ہے کہ ہماري اس دنيا کے علاوہ آگے اور بھي دنيائيں اور جہان پھيلے ہوئے ہيں ----- جو ميرا خدا ہے وہي ان جہانوں اور دنياوں کا خدا ہے اور ايسي فکر کي وجہ سے اس کي اپني دنيا سے متعلق تنگ نظري ختم ہوجاتي ہے اور محدوديت کا حصار ٹوٹ جاتا ہے--- اس کي کوتاہ نظري کے خاتمے کے ساتھ ساتھ اس ميں جرآت اور خواہش پيدا ہوتي ہے اور وہ کائنات ميں پوشيدہ رازوں کي تلاش شروع کرديتا ہے اور انسان اس خدا کي ----- جو تمام جہانوں اور دنياوں کا پالنے والا اور انہيں کمال تک پہنچانے والا ہے---- بندگي سے عظمت کا احساس کرتا ہے کہ ميں خدائے لاشريک کا بندہ ہوں-

آيت الحمد للہ رب العالمين --- کے پڑھنے کے ساتھ ساتھ نمازي کي توجہ اس بات کي طرف بھي ہوتي ہے کہ کائنات کے تمام موجودات --- انسان --- حيوان---- جمادات--- گھاس ---- پھوس --- تمام آسمان ---- اور ان کے علاوہ

اس کائنات ميں پوشيده ان گنت دنيائيں اور جہان ۔۔۔۔ جو ہمارے ادراک کي رسائي سے بہت آگے ہيں ۔۔۔۔۔ سب خدا کي بندگي اور اطاعت کرنے والے ہيں اور خدا ہي ان کي تربيت کرنے والا ہے اور ان کو کمال تک پہنچانے والا ہے۔

ان تمام خيالات کے ساتھ نمازي يہ بھي خيال کرتا ہے کہ ميرا خدا نہ تو کسي خاندان سے تعلق رکھتا ہے اور نہ ہي وہ کسي نسل و ملت سے ہے بلکہ رب العالمين کہہ کر بندہ يہ خيال کرتا ہے کہ خدا صرف انسانوں کا ہي تربيت کرنے والا نہيں ہے بلکہ وہ تو ايک چيونٹي اور ايک معمولي سي گھاس کا بھي خدا ہے اور خدا ہي کي تربيت کي وجہ سے تمام آسمان، کہکشائيں اور سيارے اپني اپني منزل کي طرف رواں دواں ہيں۔ نماز پڑھنے والا اس حقيقت کو بھي درک کرتا ہے کہ ميں تنہا نہيں ہوں بلکہ دنيا ميں جتنے دنيا کي چھوٹي سے چھوٹي اور بڑي سے بڑي چيزيں سب خدا کي تربيت کے زير سايہ ميرے ايک ساتھ تربيت کررہا ہے ۔۔۔ ہم سب کے سب شاہراہ حيات پر ايک دوسرے کے بھائي اور ہمسفر ہيں۔۔۔۔ اور يہ کاروان عظيم ۔۔۔ جس ميں کائنات کے ذرے سے لے کر کہکشاوں سميت سب جاندار، حيوان و انسان شامل ہيں ۔۔۔۔ خدا کے مقرر کردہ ہدف کے تحت ايک ہي راہ پر ايک ہي سمت رخ کئے اپني منزل کي طرف رواں دواں ہے۔

نمازي جب اس ربط و تعلق کا احساس کرتا ہے تو اس کي وجہ سے تمام موجودات کي نسبت خود کو ذمہ دار اور مسؤل سمجھتا ہے کہ ميري ڈيوٹي يہ ہے کہ ميں انسانيت کي خدمت کروں، اور ان کي خدمت ان کي ہدايت اور زندگي کے امور ميں ان کي امداد کرنا ہے۔ اور وہ يہ بھي خيال کرتا ہے کہ ميں سمجھوں کہ کون سي چيزيں کس لئے بنائي ہے ؟ ان کا صحيح کون سا ہے؟ وہ کون مقاصد کے تحت دنيا ميں آئي ہيں ؟ اور وہ توجہ کرتا ہے کہ تمام موجودات کو اس راستے پر چلنا چاہئيے جس ميں خدا کي غرض ہو۔

الرحمن الرحيم

خدا رحمان اور رحيم ہے

رحمت عام اور رحمت خاص

خدا کي ايک رحمت ۔۔۔۔۔ رحمت ہے جو مختلف شکلوں ميں دنيا ميں وجود رکھتي ہے اور ان ميں سے ايک شکل وہ طاقتيں اور قوانين ہيں جو حيات کي پيدائش کا سبب ہيں اور جن کے ذريعے اس کرہ ارض پر حيات کا وجود اور اس کي بقائ ہے۔ خداوند عالم کي يہ رحمت عام کائنات کے تمام موجودات پر چھائي ہوئي ہے۔ کائنات کي تمام چيزيں اور انسان ۔۔۔ جب تک موت کي دہليز پر نہيں پہنچتے ۔۔۔۔ ہر آن و ہر لمحے خدا کي رحمت رحمانيت سے فائدہ اٹھاتے ہيں۔

جبکہ دوسري طرف خدا کي وہ رحمت ہے جو ہر ایک کے لئے مخصوص ہے۔ خداوند عالم کي یہ رحمت، ہدایت اور اعليٰ کاموں میں نصرت خدا کي رحمت ہے، اجر اور اس کي خاص محبت کي رحمت ہے جو خدا انہي بندوں کو عنایت کرتا ہے جن میں ان کي لیاقت و صلاحیت ہوتي ہے جو کمالات کے لائق اور نیک انسان ہیں۔

خداوند عالم کي یہ رحمت بھي اسي دنیا سے انسان کے شامل حال ہوجاتي ہے۔ اس نوراني رحمت کا اثر قابل موجودات اور نیک انسانوں میں موت تک اور بعد از موت قیامت تک باقي رہتا ہے۔ یہاں تک کہ انسان اپني منزل آخر تک پہنچ جاتا ہے مگر خدا کي یہ رحمت اس کے ساتھ ساتھ ہوتي ہے۔

پس معلوم ہوا کہ یہ خدا ہي کي ذات ہے جو تمام موجودات پر رحمت کرنے والي ہے اگرچہ کہ وہ تھوڑي ہي کیوں نہ ہو اور یہ بھي خدا ہي کي ذات ہے جس کي رحمت ہمیشہ رہنے والي ہے اور ہر انسان میں موجود لیاقت و صلاحیت کے اعتبار سے اس کے لئے مخصوص بھي۔

ہمارا نماز میں یاد کرنا کہ ہمارا پروردگار رحمت والا ہے یا تلاوت قرآن سے قبل --- نماز کے آغاز میں --- یا کسي بھي سورے کو شروع کرنے سے پہلے خدا اور اس کي رحمت کو یاد کرنا --- ہمیں متوجہ کرتا ہے کہ خدا کي محبت و مہرباني اس کي نمایاں ترین صفات ہیں جو کائنات کي تخلیق اور اس کے وجود کي ابتدائ ہي سے ہر ایک کے ساتھ شامل ہیں اور اس کے بر خلاف اس کي دوسري صفات یعني اس کا قہر و غضب ان لوگوں کے لئے مخصوص ہے جو خدا کے دشمن اور فساد و تباہیاں پھیلانے والے ہیں۔ اس کي رحمت رحمانیت چار سو پھیلي ہوئي ہے جو تمام موجودات اور ہر ذي حیات تک پہنچ کر رہے گي۔

مالک یوم الدین

خدا قیام کے دن کا مالك اور صاحب اختیار ہے۔

روز جزا۔۔۔ وہ دن ہے جب زندگي ختم ہوجائے گي۔۔۔ آخرت کا دن ہے جس کے لئے لوگ اپنے اپنے انجام کي فکر میں رہتے ہیں۔ مادي خیالات رکھنے والا مادہ پرست جو منکر خدا ہے، وہ اور خدا پرست دونوں ایك خاص مقصد کے تحت اپنے اپنے کام تك پہنچنے کے لئے کوششیں کرتے ہیں لیکن دونوں کي جدوجہد اور کوشش میں فرق یہ ہے کہ دونوں میں سے ہر ایك نے اپني عاقبت و انجام کو دو مختلف اور متضاد نظریوں سے سمجھا ہے۔

خدا پرست اور مادہ پرست

مادي خیالات کا پرتو انسان اس کي فکر میں رہتا ہے کہ اسے اپني جدوجہد اور کوشش کا نتیجہ اگلے گھنٹے میں کیا ملے گا؟ یعني اس کي تمام جدوجہد اور کوششوں کا دائرہ صرف آنے والے دن، سال یا چند اور سالوں تك محدود ہے کہ ان آنے والے دنوں یا سالوں میں وہ اپني جدوجہد اور کوشش سے کیا منزل پانے والا ہے؟ جبکہ اس پر یہ حقیقت روز روشن کي مانند عیاں ہے کہ اس کي جدوجہد اور کوشش کا نتیجہ بڑھاپا، بدن و قوت کي ضعیفي اور انتہائي عمر کي افسردگي کے علاوہ کچھ نہیں ہے اور اس کي زندگي کي محنتوں اور مشقتوں کا انجام صرف بڑھاپے کي سرد آئیں، گذشتہ زندگي پر افسوس اور نالہ ہائے غم ہیں لیکن خدا پرست انسان کي نگاہیں اس دنیا کے پار اپني منزل حقیقي تك دیکھتي ہیں، اس کے خیالات کا دائرہ چند گھنٹوں کے مختصر سے شب و روز اور چند سالوں کي دنیا سے بہت وسیع اور اس کي منزل بہت آگے ہوتي ہے۔

ستاروں سے آگے جہاں اور بھي ہیں
ابھي عشق کے امتحاں اور بھي ہیں

نہ تو خدا پرست کي دنیا اس مادي دنیا تك محدود ہے اور نہ ہي اس کا نظریہ زندگي اس فاني دنیا کے حصار میں ہے بلکہ اس کي دنیا، اس کي زندگي اور اس کا جہان مادہ پرست کي دنیا سے ہزارہا درجہ بلند ہے جس کا تصور ممکن نہیں۔

عقابي روح جب بیدار ہوتي ہے جوانوں میں
نظر آتي ہے ان کو اپني منزل آسمانوں میں

اسي طرح خدا پرست كا مستقبل لا محدود زندگي پر قائم ہے۔ ايسا انسان ۔۔۔۔ جو ہميشہ كي زندگي خواہش مند اور متلاشي ہے ۔۔۔۔ آخر وقت تك اپني جدوجہد اور كوشش سے ہاتھ نہيں اٹھائے گا اور نہ ہي ہمت ہارے گا۔

اگر كوئي انسان يہ خيال كرتا ہے كہ موت سے نہ تو اميديں ختم ہوتي ہيں اور نہ ہي زندگي كے اعمال كا انجام و نتيجہ منقطع ہوتا ہے تو وہ اپني زندگي كے آخر لمحات تك اسي جوش و جذبے، تحرك و استقلال اور پامردي سے ۔۔۔۔ جن سے اس نے اپنے كاموں كا آغاز كيا تھا ۔۔۔ اپنے كام اور جدوجہد كو جاري ركھے گا اور اپني زندگي كے آخري سانسوں تك خدا كے پسنديدہ اعمال و افعال سے خود كو آراستہ كرتا رہے گا۔

نماز ميں يہ ياد كرنا كہ ۔۔۔ مرنے كے بعد ہميں اٹھانے والا، ہميں ہمارے اعمال كي جزا دينے والا اور صاحب اختيار صرف خدا ہي ہے ۔۔۔۔ نماز پڑھنے والے كي زندگي كو صحيح ڈگر پر لے جاتا ہے اور اس كے تمام امور كا رخ خدا كي طرف موڑ ديتا ہے چنانچہ وہ اپنے تمام امور كو خدا ہي كے لئے انجام دے گا اور اپني پوري زندگي كو صرف خدا ہي كي راہ ميں خرچ كرے گا اور ان تمام امور كے ذريعے سے اس كي يہ كوشش ہوگي كہ وہ كمالات حاصل كرے اور اس كي بشريت ۔۔۔۔ انسانيت كي معراج حاصل كرے اور يہي وہ راستہ ہے جس كو خداوند عالم نے انسانوں كے لئے پسند كيا ہے۔ دوسري جانب ان تمام باتوں كا نتيجہ يہ ہوگا كہ بيہودہ افكار سے انسان كا بھروسہ ختم ہوجائے گا، وہ بے بنياد و بے حقيقت اميدوں سے اپنا دامن چھڑانے لگے گا اور اس كي خدا سے اميد قوي ہوگي كہ خدا ہي سب كچھ دينے والا ہے اور اس طرح اپنے عمل پر اس كا بھروسہ بڑھ جائے گا۔

خدا عالم و عادل ہے

اس مادي زندگي ميں فرسودہ نظريات، باطل نظام اور ناجائز راستے موجود ہيں كہ سست مزاج اور فرصت طلب لوگوں كے لئے ايسے انتظام ہيں كہ وہ دھوكے، ريا، جھوٹ، چال بازي، فريب اور الٹي سيدھي باتيں كركے اپنے لئے دنيا كا سامان حاصل كرليتے ہيں ليكن يہ سب اسي دنيا تك محدود ہے كہ انسان بغير عمل اور بغير كوشش كے نتيجہ حاصل كرلے يا غاصبانہ طريقے سے اپني پست خواہشات كي تكميل كرلے ليكن نماز پڑھنے والے كو معلوم ہے كہ وہ دنيا كہ جس ميں اس كے تمام اعمال و افعال پر سخت گرفت كرنے والا خدا ۔۔۔ عالم و عادل ہے جسے دھوكہ دينا اور اس كے نظام سے بچ نكلنا ناممكن ہے اور وہ يہ بھي جانتا ہے كہ خدا كسي بھي بے عمل شخص كو ذرہ برابر فائدہ اور اجر دينے والا نہيں ہے۔

سورہ حمد كے اس آدھے حصے ميں اس پروردگار كي تعريف جو تمام جہانوں كا پالنے والا ہے اور اس طرح اس ميں بعض اہم صفات خدا كا ذكر ہوا ہے۔ اس سورے كے بقيہ حصے ميں بندگي كا اظہار اور ہدايت كي طلب ہے اور اس بقيہ حصے ميں بھي بعض اہم توجہات ميں يعني اسلام كي حقيقي آئيڈيالوجي كيا ہے؟ ان ميں سے بعض كي طرف اشارہ كيا جارہا ہے۔

ایاک نعبد

ہم فقط تیري ہي عبادت کرتے ہیں

غیر خدا کي بندگي سے انکار

ہمارا پورا وجود ۔۔۔۔ ہماري جسماني ۔۔۔ روحاني ۔۔۔ اور فطري قوتیں سب خدا کے اختیار میں ہیں اور ہم ان قوتوں کو صرف اس کے حکم کے مطابق اور فقط اسي کي خوشنودي کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

نماز پڑھنے والا یہ جملہ ادا کرکے اس چیز کو اپنے دل سے نکال دیتا ہے کہ وہ خدا کے علاوہ کسي اور کے سامنے سر جھکائے گا ۔۔۔ نہ دل کي طاقتوں کو غیر از خدا کے سامنے جھکائے گا ۔۔۔ اور نا ہي اپنے اعضائ و جوارح سے غیر خدا کي بندگي کرے گا اور اسي طریقے سے وہ ان سب کي زندگي کو رد کردیتا ہے جو اس سے اپني اطاعت کے خواہشمند ہوتے ہیں۔

تاریخ میں ایسے لوگوں کا وجود ملتا ہے جو خود کو بشریت کي فلاح کا ذمہ دار ٹھہراتے ہیں مگر انہوں نے لوگوں کو مختلف طبقات میں بانٹ دیا ۔ تاریخ میں ایسي مثالیں بکثرت موجود ہیں کہ بلند و بانگ دعوے کرنے والے اپني رعایا اور قوموں کو اپنے ہي بنائے ہوئے نظاموں کي بندگي پر مجبور کرتے اور اپني خواہشات کي تکمیل کے لئے انہیں اسیر و مقید رکھتے تھے۔

ہم نماز میں یہي کہتے ہیں کہ ہم ان میں سے کسي کو قبول کرنے والے نہیں ہیں۔ نماز پڑھنے والا یہ نہیں کہتا ہے کہ میں تیري عبادت کرتا ہوں بلکہ وہ یہ کہتا ہے کہ نعبد ۔۔۔ ہم تیري عبادت کرتے ہیں۔ ہم سب اور تمام مومنین صرف خدا کي اطاعت و فرمانبرداري کرنے والے اور صرف اسي کے احکام کي پابندي کرنے والے ہیں اور ہمارا درجہ اس سے بہت بلند ہے کہ ہم خدا کے نظام کے علاوہ کسي اور نظام کو قبول کریں یا غیر از خدا کي اطاعت کریں۔

تقدیر کے پابند ہیں جمادات و نباتات
مومن فقط احکام الہي کا ہے پابند

خلاصہ یہ کہ نماز پڑھنے والا یہ اعلان کرکے خدا کي بندگي کو قبول کرتا ہے اور انسانوں کي بندگي و اطاعت سے خود کو دور کرتا ہے اور اس طرح خود کو ان لوگوں کے راستے پر ڈال دیتا ہے جو خدا کے لئے کام کرنے والے ہیں اور حقیقتاً خود کو انہي میں سے قرار دیتا ہے۔

يہ اعتراف و قبول کرنا کہ بندگي صرف خدا اور اس کي خوشنودي کے حصول کے لئے ہوني چاہيے۔۔۔۔ نہ صرف اسلام کے اہم ترين بنيادي اصولوں ميں سے ايک اصول ہے بلکہ قوانين الہي کي بنياد بھي اسي اصول پر ہے يعني بندگي فقط خدا کے لئے ہو يعني جسے الہٰ (معبود) ہونا چاہئيے اور خدا کے علاوہ کوئي بھي عبادت و بندگي کے قابل نہيں ہے۔

باطل نظريہ

ايسے افراد کا وجود ہر زمانے ميں رہا ہے کہ جنہوں نے اس نظريہ زندگي کو حقيقي معنوں ميں درک نہيں کيا اور اس کے مطالب و مفاہيم کو غلط انداز سے سمجھنے کے ساتھ ساتھ اسے چند باتوں تک محدود کرديا اور عملي زندگي ميں اطاعت خدا کا مفہوم غلط سمجھتے ہوئے غير خدا کي بندگي کرنے لگے۔

ان لوگوں نے يہ گمان کيا کہ عبادت خدا کے حقيقي معني يہي ہيں کہ اس کو مقدس سمجھا جائے اور عبادت کے لئے اس کے سامنے سر جھکايا جائے لہذا انہوں نے خدا کي بارگاہ ميں صرف نماز پڑھنے، دعا مانگنے اور سجدے کي ادائيگي کو ہي عبادت خدا گردانا اور اس بات سے مطمئن ہوگئے کہ ہم خدا کے علاوہ کسي اور کي بندگي نہيں کرتے کيونکہ بندگي تو فقط نماز، سجدے اور دعا کا نام ہے اور ہم سب کا بھي يہي حال ہے۔

ہميں آگاہ ہونا چاہئيے کہ عبادت و بندگي صرف نماز، اور دعا کا نام نہيں ہے بلکہ عبادت و بندگي کے معني بہت زيادہ وسيع ہيں۔ قرآن و حديث کي اصطلاح ميں عبادت و بندگي بلند پاياں معني کي حامل ہے۔ قرآن و حديث کي اصطلاح ميں عبادت کے معني يہ ہيں کہ ہم خدا کے احکام کي اطاعت کرتے ہوئے اس کے سامنے سر تسليم خم کرديں اور خدا کے فرمان کے علاوہ ہر کسي کے فرمان کو ۔۔۔۔ خواہ وہ کسي کا بھي ہو ۔۔۔۔ کوئي بھي قانون و نظام ہو ۔۔۔۔ خواہ کسي کي بھي طرف سے ہو ۔۔۔۔ کتني ہي بڑي اور زبردست طاقت اس کي مالک کيوں نہ ہو ۔۔۔ يا جس کسي بھي طرف ہميں دعوت دي جائے يا مجبور کيا جائے ۔۔۔ ہم ماننے سے انکار کرديں کہ ہم کسي کے قانون کو قبول کرنے والے نہيں ہيں بلکہ صرف خدا کے فرمان و قانون کي اطاعت کرنے والے ہيں۔

اس بيان پر وہ تمام لوگ ۔۔۔ جو الہي نظام کے علاوہ لوگوں کے نظاموں کو قبول کريں اور دوسروں کے جاري کردہ احکام و فرامين کے سامنے سر جھکاديں ۔۔۔۔ ان نظاموں اور انسانوں کے بندے اور عبادت گذار کہلائيں گے۔ دوسروں کي عبادت کے ساتھ ساتھ اگر انہوں نے اپني زندگي کا کچھ حصہ خدا کي عبادت و بندگي کے لئے رکھ چھوڑا کہ انفرادي يا اجتماعي زندگي ميں خدا کے قانون و فرمان پر عمل کريں گے تو ايسے بعض معاملات اور امور ميں دوسروں کي بھي بندگي کرتے ہيں اور اگر يہ لوگ اپنے تمام امور اور معاملات ميں غير از خدا کے مرتب کردہ اصول و قوانين کے مطابق عمل کرتے رہے اور خدا کي بندگي کي طرف ذرہ برابر توجہ نہ کي تو

يه کافر کہلائيں گے يعني جنہوں نے خدا کي واضح اور اظہر من الشمس حقيقتوں اور اس کي روشن نشانيوں کا بصارت قلبي سے مشاہده نہيں کيا اور نا ہي انہيں قبول کيا اور اپني عملي اور اعتقادي زندگي ميں اس کے انکاري رہے۔

اسلام کے اس نظرئيے کے مطابق ہم با آساني سمجھ سکتے ہيں کہ خدا کي طرف سے نازل کرده اديان ميں سب سے پہلے جس شعار کي طرف دعوت دي گئي اور جس بات سے روشناس کرايا گيا وه يه ہے کہ لا الہ الا الله (نہيں ہے کوئي معبود سوائے خدا کے) کا اقرار کرو، ليکن اس کے کہنے کا مقصد کيا ہے اور اس کے ذريعے سے وه کن باتوں کا خواہش مند ہے اور کس سمت رخ کروانا چاہتا ہے؟

حقيقت بندگي اسلامي مدارك اور قرآن و حديث ميں متواتر اور مسلسل آئي ہے اور روز روشن کي مانند عياں ہے کہ غور و فکر کرنے والے اور با فہم و ہوشمند افراد کے لئے ذره برابر شك و تردد نہيں ہے کہ خدا يه چاہتا ہے کہ زندگي کے تمام امور ميں صرف اسي کے احکام پر عمل کيا جائے۔ ہم يہاں نمونے کے طور پر قرآن سے دو آيات اور امام جعفر صادق کي ايك حديث نقل کررہے ہيں۔

اتخذوا احبارهم و رهبانهم اربابا من دون الله والمسيح ابن مريم وما امروا الا ليعبدوا الها واحدا لا اله الا هو ۔

ان لوگوں نے الله کو چھوڑ کر اپنے علمائ اور مقدس لوگوں کو اپنا رب بناليا اور عيسيٰ ابن مريم کو بھي جبکہ انہيں يه حکم ديا گيا تھا کہ يه سب نہ کريں بلکہ اپنے معبود واحد کي عبادت کريں کہ نہيں ہے کوئي معبود سوائے اس کے۔

(توبہ ۳۱)

والذين اجتنبوا الطاغوت ان يعبدوها وانا الي الله لهم البشريٰ

اور وه لوگ جو طاغوت سے بچتے ہيں کہ اس کي بندگي کريں اور انہوں نے اپنا رخ (توجہ) الله کي طرف کيا ہوا ہے۔ انہي لوگوں کي لئے بشارت (خوشخبري) ہے۔

روي ابو بصير عن ابي عبدالله عليه السلام انه قال انتم هم و من اطاع جابرا فقد عبده

ابو بصير حضرت امام جعفر صادق سے روايت نقل کرتے ہيں کہ امام نے فرمايا ۔۔۔ (حضرت کا يه خطاب اپنے زمانے کے شيعوں سے تھا) تم ہي لوگ ہو کہ جنہوں نے اپنے آپ کو طاغوت کي عبادت سے الگ کرليا اور جس کسي ظالم کي اطاعت کي پس اس نے اس ظالم کي بندگي کي۔

وایاک نستعین

اور فقط تجھ ہي سے مدد چاہتے ہيں۔

جھوٹے خدا ہماري کيونکر امداد کرسکتے ہيں؟

وہ تمام لوگ جو خود ساختہ خدا ہيں اور لوگوں پر اپني خدائي کا دعويٰ کرنے والے ہيں، ہميں ان سے کوئي توقع نہيں ہے کہ وہ ہماري حمايت و امداد کرينگے۔ يہي وہ لوگ ہيں جو خود کو احکام خدا کي اطاعت سے ہٹانے والے ہيں اور جب يہ خدا کي اطاعت اور اس کے راستے پر چلنے کو تيار ہي نہيں تو پھر يہ خدا کے بندوں اور اس کي راہ پر چلنے والوں کو کيونکر امداد کريں گے؟

خدا کا راستہ تو وہي ہے جسے خدا کے پيغمبروں نے لوگوں کو متعارف و روشناس کرايا ہے اور وہي راستہ ہے جو حق و عدالت کي طرف ہے تاکہ لوگوں ميں بھائي چارہ اور دلبستگي قائم رہے، انسان کي قدر و قيمت کو سمجھا جائے، کسي کو کسي پر (بلا جواز) ترجيح و سبقت نہ دي جائے، کسي پر ظلم و ستم نہ ہو اور کسي کو چھوٹا يا بڑا نہ سمجھا جائے جبکہ اس نظام کے مدمقابل چند خود ساختہ خدا ہيں جو اپني خدائي کے دعوے دار ہيں اور اپني شرمناک زندگي کو پايہ تکميل تک پہنچانے اور ظلم و زيادتي سے دنياوي فائدے حاصل کرنے کے لئے انہوں نے اس بات کا بيڑا اٹھايا ہے کہ عدل و انصاف کے تمام سرچشموں کو ختم اور انسانوں کي بھلائي کے تمام قيمتي سرمايوں کو برباد کرديں۔

جب ان خود ساختہ خداوں کے يہ افکار ہيں تو پھر يہ کس طرح ممکن ہے کہ يہ لوگ ايک خدا کي بندگي کرنے والوں کي حمايت و نصرت کريں!

يہ تو وہ لوگ ہيں جو بندگان خدا کے ساتھ جنگ کررہے ہيں بلکہ فائدے حاصل کرنے کے لئے کبھي ان سے صلح کرنے والے نہيں ہيں بلکہ لوٹ مار، ظلم کرنا اور بے امني پھيلانا انہي کا شيوہ ہے۔ پس ہم خدا ہي سے مدد طلب کرتے ہيں اور اپني عقل، فہم اور ارادے سے، ۔۔ جو خدا نے ہميں وديعت کيے ہيں ۔۔۔۔ اور ان تمام سامان و اسباب سے ۔۔۔۔۔ جو خداوند عالم نے ہميں زندہ رہنے اور زندگي گذارنے کے لئے عطا کيے ہيں ۔۔۔۔ فائدے اٹھاتے ہيں۔ ہم ديکھتے ہيں کہ خدا کي سنتيں اور فطري قوانين جو تاريخ ميں دہرائے گئے ہيں اگر ہم ان الہي نظاموں کو سمجھيں تو ہماري فکر اور ہمارا عمل خدا کے راستے پر چل پڑے گا اور اسي طرح خدا کي وہ تمام چيزيں جو خداوند عالم نے خلق کي ہيں، خدا کے سپاہي ہيں جو انسانوں کي مدد کرتے ہيں۔

اهدنا الصراط المستقيم

(خداوندا) ہميں سيدھے راتے کي ہدايت فرما۔

ہدايت انسان کي سب سے بڑي حاجت

انسان كي سب سے بڑي حاجت ہدايت ہے كہ اس سے بڑھ كر انسان كي كوئي اور حاجت نہيں ہے اور اگر ہدايت سے اعليٰ ترين كوئي اور حاجت ہوتي تو بے شك اسے سورہ حمد ميں بيان كيا جاتا۔ ليكن چونكہ سورہ حمد قرآن كا ديباچہ ہے اور نماز كا اہم ترين ركن (جز) ہے لہذا ہدايت كو سورۃ الحمد ميںبطور دعا ذكر كيا گيا ہے اور خدا سے اسے طلب كرنے خواہش كي جاتي ہے۔

ہميں خيال كرنا چاہئيے كہ يہ خدا ہي كي ہدايت ہے جس كي وجہ سے انسان كي عقل اور اس كا تجربہ اسے اس كے فائدے كے راستے يعني سيدھے راستے پر لے جاتا ہے اگر خدا كي ہدايت نہ ہو تو ہماري عقل اور ہمارا تجربہ ہميں ذرا برابر فائدہ نہيں پہنچائے گا بلكہ ہدايت سے دوري كے سبب يہي عقل اور اس كا تجربہ ايك چور كو چوري كے طريقے سكھاتا ہے اور ايك پاگل كے ہاتھ ميں تلوار كي شكل اختيار كرليتا ہے (كہ جس سے صرف تباہي كي اميد كي جا سكتي ہے)۔

ہدايت كا حصول نجات كي علامت ہے

ہميں ديكھنا چاہئيے كہ انسان كے لئے كاميابي كي راہ (سيدھي راہ) كيا ہے؟ سيدھي راہ يا كاميابي كي راہ انسان كے مزاج ميں فطرت كا بنايا ہوا نظام ہے جس كي اساس و بنياد اس بات پر ہے كہ انسان كي حاجات كيا ہيں؟ اس ميں كيا كوتاہياں ہيں اور اس ميں عمل كرنے كے امكانات كتنے ہيں؟ ہم سيدھي راہ (صراط مستقيم) اس راہ كو كہيں گے جسے خدا كے پيغمبروں نے لوگوں كے لئے آشكار كيا ہے اور خود اس راستے پر سب سے پہلے اور سب سے آگے چلنے والے ہيں۔

ہدايت الہي كا راستہ وہ راستہ ہے كہ اگر عالم بشريت اس راستے پر گامزن ہوجائے تو يہ اس پاني كے مثل ہوگي جو ہموار زمين پر بالكل سيدھا اور آگے بڑھتا ہوا چلا جائے، خود بخود آگے اپني منزل كي طرف بڑھتا رہے گا اور اگر انسان بھي ہدايت الہي سے بہرہ مند ہوجائے تو وہ بحر بيكراں كي طرح ۔۔۔ جو اس كي بلنديوں اور عظمتوں كا بحر بيكراں ہے ۔۔۔ آگے بڑھتا چلا جائے گا۔ ہدايت الہي وہ نور ہے كہ اگر يہ ايك معاشرے كے افراد كے قلوب ميں جاگزين ہوجائے اور وہ اس كے مطابق عمل كرنے لگيں اور وہ حقيقتاً ہدايت الہي كو پاليں تو پورا معاشرہ خوشحال ہوجائے گا، اس معاشرے كے تمام افراد خوش و خرم ہوں گے، ہر طرف امن و امان ہوگا، سب غلاموں سے آزاد ہو كر ايك دوسرے كے مددگار بن جائيں گے اور ذمہ داري، محبت و خلوص اور بھائي چارگي ان كے دلوں ميں گھر كر لے گي اور اگر پورا عالم بشريت حقيقي معنوں ميں اس پروگرام پر عمل پيرا ہو تو وہ تمام بد بختياں ۔۔۔ جو ہميشہ سے بشريت كے ساتھ چمٹي ہوئي ہيں ۔۔۔۔ ہميشہ كے لئے نابود ہوجائيں گي۔

ليكن يہ خوش قسمتي كا راستہ اور نجات دہندہ پروگرام كيا ہے؟ اس كاروبار حيات ميں سب ہي نيكي كا دعويٰ كرنے والے ہيں اور اس عالم كا ہر گروہ دوسرے گروہ كو خطا و اشتباہ كا پتلا قرار ديتا ہے لہذا ہميں چاہئيے كہ ان سب كو چھوڑ كر قرآن مجيد كے افتتاحي سورے، سورہ حمد كو ديكھيں كہ اس ميں عالم بشريت كے لئے نجات دہندہ اور ہدايت كے راستے كو كس طرح بيان كيا گيا ہے؟

صراط الذين انعمت عليهم

ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے نعمتیں نازل کیں

حقيقي نعمت

وہ کون لوگ ہیں کہ جن کے وجود مقدس کو خداوند عالم نے اپني نعمتوں کے نزول کي جگہ قرار دي ہے۔

اس بات میں ذرہ برابر شك نہیں ہے کہ اس نعمت سے مراد مال و دولت اور مادي عیش و عشرت نہیں ہے بلکہ یہ نعمات تو ان لوگوں کو زیادہ ملتي رہي ہیں جو درندہ صفت ، دشمنان خدا اور دشمنان مخلوق واقع ہوئے ہیں۔ اس نعمت سے مراد وہ نعمت ہے جو اس مادیت اور کھیل کود سے بالاتر ہے بلکہ وہ تو خدا کي لطف و عنایت اور ہدایت کي نعمت ہے۔ وہ نعمت جسے ہم طلب کرتے ہیں اور یہ ہے کہ انسان سمجھے کہ واقعاً اس کي قدر و قیمت کیا ہے اور انسان اپني ذات کو پہچان کر اسے حاصل کرے۔

صاحبان نعمت کون ہیں؟

اس نعمت کو جن لوگوں نے حاصل کیا ہے ، قرآن کریم میں ان کي معرفت کچھ اس انداز میں کرائي گئي ہے

ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبین والصدیقین والشھدائ والصالحین

اور جو کوئي اللہ اور اس کے رسول کي اطاعت کرے تو یہ لوگ ان کے ساتھ ہوں گے جن اللہ نے نعمت نازل کي ہے جو نبیوں ، صدیقوں ، شہدائ اور صالحین میں سے ہیں۔

پس نماز پڑھنے والا اس جملے میں خدا سے درخواست کرتا ہے کہ اے خدا تو ہمیں اس راستے پر چلا جو پیغمبروں ۔ صدیقوں (سچوں) ۔ شہیدوں اور صالحین (نیک لوگوں) کا راستہ ہے۔ خداوندا تو ہمیں ان کے راستے کي ہدایت فرما۔

ان لوگوں کا راستہ تاریخ میں بہت واضح اور روشن رہا ہے اور اس کے مقاصد اور اہداف بھي معین تھے جبکہ اس راستے کے مسافر ہر زمانے میں معروف رہے ہیں جبکہ اس راستے کے مد مقابل کچھ دوسرے خطوط اور راستے کار فرما رہے ہیں لہذا نماز پڑھنے والا اس باطل راتے کي طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس کے مسافروں کي طرف بھي اور خود کو ہوشیار کرتا ہے کہ تو ہرگز اس راستے پر قدم نہیں رکھے گا اور نہ ہي اس سمت حرکت کرے گا۔

غير المغضوب عليهم

نہ ان لوگوں کا راستہ جن پر تیرا غضب نازل ہوا۔

خدا کا غضب کن پر نازل ہوا؟

وہ کون لوگ ہیں جن کے وجود کو خدا نے اپنے غضب كي منزل قرار دیا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو خدا کے راستے کو چھوڑ کر دوسروں کے راستے پر چلنے والے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے خدا كي کثیر مخلوق کو ۔ جو بے خبر اور بے ارادہ تھي۔ اپنے ساتھ گمراہي كي سمت چلایا اگر وہ مخلوق باخبر اور با ارادہ تھي تو ان کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے، وہ اسیر تھے اور غضب خدا کے حقدار ان کو اپنے ساتھ چلاتے تھے۔

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے انسانوں کے تمام امور زندگي کو اپني طاقت و قوت یا دھوکے، فریب اور مختلف حیلہ سازي سے اپني گرفت میں لیا ہوا تھا اور خدا كي مخلوق کے بے اختیار، اپنے مذموم اور گھناونے مقاصد كي تکمیل کے لئے آلہ کار اور اپنے پیچھے پیچھے چلنے والا مستضعف ۔۔۔ ایسا کمزور جسے بولنے، احتجاج کرنے اور اپني غلامي كي راہ سے انحراف کرنے کا کوئي حق نہ ہو ۔۔۔ بنا لیا تھا۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے انسانوں کو بے وقوف بنا کر خود کو ان پر مسلط کردیا اور اپني گندي عیش و عشرت اور پست خواہشات كي تکمیل کے لئے ان انسانوں سے فائدہ اٹھایا۔

دوسرے الفاظ میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ خدا کا غضب جن لوگوں پر آنے والا ہے، وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے راہ شیطان و راہ باطل کو اپني جہالت و بے خبري سے اختیار نہیں کیا بلکہ بغض و عناد، دشمني، خود پرستي اور اپنے مذموم مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے انہوں نے راہ باطل کو اپنے لئے منتخب کیا اور لوگوں كي تکلیف و پریشاني کا باعث بنے۔

تاریخ كي واضح حقیقت

یہ ہمیشہ كي ايك واضح حقیقت ہے کہ یہ گروہ ۔۔۔ جس پر خدا کا غضب نازل ہوا ہمیشہ دنیا میں لوگوں کے درمیان طاقت و قدرت کا مالك رہا ہے اور اسي لئے دین نے ان کے وجود کو ہمیشہ باطل قرار دیا ہے اور یہي وجہ ہے کہ دین نے جب بھي کسي کام کا آغاز کیا تو انہي کے خلاف اقدامات سے اس كي ابتدائ كي اور جو بھي قدم اٹھایا انہي کے مقابلے میں اٹھایا ۔ ان دو گروہوں ۔۔۔ یعني گروہ ہدایت یافتہ اور گروہ غضب خدا ۔۔۔ کے علاوہ ايك تیسرا گروہ اور بھي ہے اور اسي آیت کا اگلا جملہ اسي كي طرف اشارہ کرتا ہے۔

ولا الضالين

اور نہ گمراہوں کا راستہ

گمراہوں اور بے وقوفوں کا راستہ

وہ لوگ جو اپني بے خبري اور ناواقفيت کي بنا پر گمراہ کرنے والے رہبروں اور پيشواوں کي اتباع و پيروي سے اس راستے پر چلنے لگے جو خدا کا راستہ نہيں تھا، وہ حقيقت سے بہت دور تھے جبکہ وہ گمان کرتے تھے کہ حقيقتاً وہ درست راستے پر کاميابي کي سمت گامزن ہيں ليکن حقيقت يہ تھي کہ وہ غلط راستے پر تباہي کي جانب قدم بڑھا رہے تھے کہ جس کا انجام بہت تلخ تھا۔

ہم اس گروہ کو ۔۔۔۔ جو گمراہوں کے راستے پر گامزن تھا ۔۔۔۔ تاريخ ميں بہت واضح ديکھتے ہيں۔ يہ تمام لوگ جو زمانہ جاہليت ميں اپنے رہبروں اور پيشواوں کي خواہشات اور ارادوں کے پيچھے پيچھے آنکھ بند کرکے اور سر کو جھکا کر چلتے رہے اور اپنے گمراہ رہبر ان کو فائدہ پہنچاتے رہے اور دوسري طرف حق و عدالت کے علم برداروں، مناديوں، انسانيت کے خير خواہوں يعني خدائي پيغام لانے والوں کي مخالفت کرتے رہے۔

يہ جاہل طبقہ ايک لمحہ کے لئے بھي اس بات کے لئے آمادہ نہيں تھا کہ وہ اپنے بارے ميں سوچے اور اپني احمقانہ زندگي پر نظر ڈالے اور اس کے بارے ميں فکر کرے۔ ہم ان لوگوں کي زندگي کو احمقانہ اس لئے کہہ رہے ہيں کہ اس قسم کے لوگوں کي زندگي کا فائدہ صرف اونچے طبقے کے لوگوں کو پہنچا ہے جبکہ نقصان صرف انہي بے وقوف لوگوں کا مقصد بنا۔

اس کے بر عکس پيغمبروں کي دعوت اس لحاظ سے تھي کہ وہ انسانيت کو گمراہ کرنے والوں کي بنيادوں کو اکھيڑ ديں اور ان کے وجود کو صفحہ ہستي سے ختم کرديں جن پر خدا کا غضب نازل ہوا ہے اور ان تمام اقدامات سے انبيائ کي يہ خواہش تھي کہ وہ مغضوب عليھم کو ختم کرديں جس کا فائدہ بہر حال اس محروم اور مستضعف (کمزور طبقے کو ہي پہنچے گا جس کو تاريخ ميں ہميشہ بے وقوف بنايا گيا۔

نمازي اس طرح گمراہوں اور ان لوگوں کے راستے پر ۔۔۔ جن پر خدا کا غضب نازل ہوا ۔۔۔۔ توجہ کرکے غور کرتا ہے کہ وہ کون سا راستہ ہے جس پر ہميں قدم بڑھانا چاہئيے اور وہ نجات بخش طريقہ کيا ہے جسے انسانيت کے نجات دہندہ پيغمبروں نے بيان کيا؟ اس مقام پر نمازي اگر اپني زندگي ميں محسوس کرے کہ وہ ہدايت پا رہا ہے يا وہ اپنے قدموں کو سيدھے راستے پر اٹھتا ديکھے تو وہ نيکي کي توجہ اور ميلانات اور ہدايت کے لئے اس نعمت عظيم پر شکر کرے اور خدا کي تعريف يوں بيان کرے

الحمد للہ رب العالمين

ساري تعريفيں اللہ ہي کے لئے ہيں جو تمام عالمين کا پالنے والا ہے۔

سورہ حمد قرآن کا آغاز تھي یعني فاتحہ الکتاب

قرآن کا ابتدائیہ سورہ حمد

(اجمالي جائزہ) یہ قرآن کا دیباچہ (ابتدایہ) ہے اسي طرح جیسے ہر کتاب کا ایک دیباچہ (ابتدائیہ) ہوتا ہے جس میں اجمالي طور پر اس کتاب کي تمام باتوں کو بیان کیا جاتا ہے اسي طرح نماز اسلام کے تمام احکامات کا خلاصہ اور مختصر سا خاکہ ہے۔ نماز میں اسلامي آئیڈیا لوجي کے تمام پہلو نمایاں طور پر موجود ہیں اور اس بارے میں ہم پہلے اشارہ کر چکے ہیں۔ اسي طرح سورہ حمد بھي قرآن کے معارف اور اس کے خطوط کي اجمالي فہرست ہے یعني قرآن نے جن جن باتوں اور پہلوؤں کي جانب ہماري توجہ مبذول کرائي ہے اور جن راستوں پر قدم اٹھانے سے اجتناب کا حکم دیا ہے ان سب کا خلاصہ سورہ حمد میں ہے چنانچہ :

تمام لوگ اور تمام عالمین سب ایک دوسرے سے منسلک ہیں اور سب خدا کي طرف رخ کیے ہوئے ہیں یعني رب العالمین

کائنات کي تمام چیزوں اور تمام اشخاص پر خدا کي محبت و مہرباني کا نزول ہے اور جو اہل ایمان ہیں وہ خدا کي رحمت و لطف کے زیر سایہ زندگي گذار رہے ہیں یعني الرحمن الرحیم

انسان کي زندگي اس دنیا کے خاتمے کے بعد اس آنے والي آخرت کي زندگي میں ہمیشہ باقي رہنے والي ہے جس کا مالک '' حاکم مطلق '' ہے یعني مالک یوم الدین

انسان کو چاہئیے کہ وہ خود کو غیر خدا کي بندگي سے آزاد کرے اور خدائي نظام کے مطابق انساني راستے پر انساني عظمتوں کے حصول کے لئے آزادانہ اور با اختیار زندگي بسر کرے یعني ایاک نعبد

انسان کو یہ بھي چاہئیے کہ وہ اپني سعادت و خوش بختي اور زندگي کے سیدھے راستے کو خدا سے ہي طلب کرے یعني اھدنا الصراط المستقیم

انسان کو یہ بھي چاہئیے کہ وہ سمجھے کہ دشمن کون ہے اور دوست کون ؟ ہر ایک کے لئے کیا موقع ہے اور ہر ایک کے لئے کیا اغراض و مقاصد ہیں ۔۔۔ اور ان دونوں طبقوں اور ان کي عاقبت و آخرت کو دیکھ کر خود اپنے لئے شاندار، بہترین اور کامیابي کا راستہ منتخب کرے یعني صراط الذین انعمت علیھم

سورہ توحيد

ہم نے پند و نصيحت سے بھرپور سورہ حمد ختم کي جس ميں حکمت و معرفت اور قرآن کے تمام خزانے موجود ہيں۔ سورہ حمد کے اختتام پر نمازي کو چاہئيے کہ وہ اس کے بعد قرآن سے ايک مکمل سورے کي تلاوت کرے۔ قرآن سے سورے کو پڑھنے کا فعل آزادانہ ہو اور سورے کو بھي اپني پسند سے منتخب کيا جائے کيونکہ اس طرح قرآن کي ياد نماز کے دل ميں زندہ ہوجاتي ہے يعني معارف اسلامي کا ايک نيا سلسلہ اس کے سامنے روشن ہوجاتا ہے۔

نماز ميں قرآن کي تلاوت کا فريضہ حضرت امام علي رضا نے اپني حديث ميں فضل بن شاذان سے فرمايا ہے جو کہ ہم پہلے بيان کر چکے ہيں کہ قرآن کي تلاوت نماز ميں اس لئے ضروري قرار دي گئي ہے کہ لوگ قرآن کو ترک نہ کرديں اور کہيں ايسا نہ ہو کہ لوگ قرآن کو سمجھنا ہي چھوڑديں اور اس لحاظ سے بھي ضروري قرار ديا گيا ہے کہ انسان کے ذہن و خيالات ميں قرآن حاضر رہے۔ ہم اس سلسلے ميں سورہ توحيد (سورہ اخلاص) اور اس کے ترجمے کو جس کي عموماً نماز ميں تلاوت کي جاتي ہے۔۔يہاں نقل کر رہے ہيں۔

بسم اللہ الرحمن الرحيم

(ابتدائ ہے) خدائے رحمان و رحيم کے نام سے

قل ۔۔۔ کہو (اے پيغمبر)

اے پيغمبر ۔۔۔۔ تم خود بھي جانو اور دوسروں تک بھي يہي پيغام پہنچاو کہ

ھو اللہ احد۔۔۔

وہ خدا يکتا ہے۔

نظام کائنات ميں ہم آہنگي اور نظم خدا کے واحد ہونے کي دليل ہے۔

خدائے حقيقي و لا شريک ان خداوں کے مثل نہيں ہے جو دوسرے مذاہب، پرانے اور خرافات سے پر عقائد ميں خراب تھے بلکہ خدا تو ايسا ہي ہے نہيں کہ کوئي اس کا شريک يا ساتھي بنے يا کوئي اس کي اولاد ہو۔ پس اس بيان سے سمجھنا چاہئيے کہ کائنات کي تخليق کا ميدان خداوں کے جھگڑے کا اکھاڑا نہيں ہے بلکہ کائنات کے تمام قوانين اور تمام نظاموں کو ايک ارادے اور ايک قدرت سے تربيت ديا گيا ہے اور يہي وجہ ہے کہ کائنات کي تخليق ميں ہم آہنگي، ربط و تعلق اور نظم پايا جاتا ہے۔

تمام مرتب شدہ قوانین، تمام تبدیلیاں اور تمام حرکتیں جو طبعي لحاظ سے دنیا میں رونما ہوتي ہیں سب ایك راستے پر جاري و ساري ہیں اور ان کا رخ اور ان کي منزل ایك ہي ہے۔ ان کے درمیان صرف انسان ہي ہے جسے یہ قدرت حاصل ہے کہ وہ خود اپنے لئے فیصلہ کرے اور خدا کے عظیم نظام سے منہ موڑ کر تباہي و بربادي کے راستے کو اپنا لے، نیا طریقہ اور سنت ایجاد کرے، خود قوانین مرتب کرے اور ان کے مطابق زندگي بسر کرے یا پھر احکام خدا کے سامنے سر تسلیم خم کردے اور خدا کے واضح کردہ بین اصولوں اور منفعت بخش قوانین پر اپني زندگي استوار کرے۔

الله الصمد

خدا بے نیاز ہے

خدا کسي کا محتاج نہیں

وہ خدا کہ جس کے سامنے سر جھکایا جاتا ہے، جس کي تعظیم کي جاتي ہے اور جس کي عبادت کے لئے اس کي بارگاہ میں کھڑا ہوجاتا ہے، ان خیالي خداوں کے مثل نہیں ہے جنہیں اپني پیدائش اور زندگي کي بقائ کے لئے کسي کي مدد کي ضرورت ہو، کوئي ان کي نگہداشت و نگراني کرے یا وہ کسي کي ہم کاري کے محتاج ہوں۔ دوسروں کا محتاج خدا اس قابل نہیں ہے کہ کوئي اس کي عزت و تعظیم کرے۔ اگر خدا دوسروں کا محتاج ہے تو وہ یا ایك انسان ہوگا یا اس سے بالاتر لیکن ہم اسے خدا نہیں کہہ سکتے۔

انساني وجود بہت عظیم، اس کي زندگي بہت پر معني اور گہرائیوں والي ہے چنانچہ وہ کسي کي عظمت کا احساس، اس کي بندگي اور تعریف اسي وقت کرے گا جب وہ یہ دیکھے گا کہ وہ (خدا) ایسي قدرت کا مالك ہے جس میں دوسروں کي محتاجي شامل نہیں۔ وہ ہر ایك سے بے نیاز ہے اور اس کا وجود، اس کي طاقت اور اس کي بقا کا انحصار اس کي اپني قدرت پر ہے۔

لم يلد --

--- اس نے كسي كو پيدا نہيں كيا

ہمارے اور خدا كے درميان بندگي اور ربوبيت كا رشتہ ہے

ہمارا خدا ايسا نہيں ہے جيسا كہ لوگوں نے اپنے فضول خيالات ميں تراشا ہوا ہے اور جيسے تحريف شدہ مذاہب اور شرك آميز عقائد ميں بيان كيا گيا ہے۔

وہ خدائي خيال جو عيسائيوں اور مشركوں نے تخليق كيا ہے يعني جس خدا كا بيٹا يا كئي بيٹے ہوں، ہم ايسے خدا كو قبول نہيں كرتے بلكہ ہم تو اس خدا كو ماننے والے ہيں كہ جس نے كائنات كي تمام چيزوں اور تمام انسانوں كو اپني قدرت و ارادے سے وجود كي نعمت دي ہے ليكن وہ ان سب كا باپ نہيں ہے بلكہ ان كا خالق ہے اور اس لحاظ سے آسمانوں اور زمين ميں زندگي بسر كرنے والے تمام جمادات، نباتات، حيوانات، انسان اور تمام چيزيں سب اس كے بندے ہيں نہ كہ اس كے بيٹے يا اولاد، سب اس كے نظام قدرت كے تابع اور اس كي رحمت كے زير سايہ زندگي بسر كرنے والے ہيں اور يہي بندگي اور ربوبيت كا رشتہ اس نے انسان اور اپنے درميان قائم كيا ہے جس كي وجہ سے خدا كے حقيقي بندے صرف خدا ہي كي بندگي كرتے ہيں اور اس كے علاوہ تمام بندگيوں سے خود كو آزاد قرار ديتے ہيں كہ زندگي ميں صرف ايك ہي خدا كي اطاعت ہو سكتي ہے نا كہ دو خداوں كي۔

خدا كي حقيقي بندگي كرنے والوں كے خلاف ايك طبقہ ايسا بھي ہے جو ان تمام حقائق اور عظمتوں كا نہ صرف انكاري ہے بلكہ مخالف بھي ہے۔ اس طبقے كا كہنا ہے كہ تمہارا خدا ايك مہربان باپ ہے۔ يہ طبقہ انسانوں كو خدا كا بيٹا قرار ديتا ہے كيونكہ يہ طبقہ بندگي اور ربوبيت (يعني تربيت كرنے) كے رشتے كو خدا اور اس كي مخلوق كے درميان نامناسب خيال كرتا ہے اور نا ہي انساني عظمت اور اس كي كرامت و بزرگي كے لحاظ سے خدا كي بندگي كو درست شمار كرتا ہے اور اس مقدس رشتے كو ختم كر كے انسانوں كے لئے غير خدا كي بندگي كا دروازہ كھول ديتا ہے۔ يہ لوگ دوسروں كے مرتب كردہ نظاموں كے مطابق زندگي گذارنے اور ان كي بندگي كرنے كو ہي حق و حقيقت كا نام ديتے ہيں چنانچہ يہي وجہ ہے كہ انہوں نے (دنيا كے) بے شرف و بے حقيقت خداوں كي پرستش شروع كر ركھي ہے ۔ ايسے لوگ خود اس امر كا سبب بنتے ہيں كہ لوگ خدا كي بندگي كے بجائے دوسروں كي غلامي كريں اور وہ خود بھي غلاموں كے مانند دوسروں كے آلہ كار بن كر اپني زندگي كو بربادي، ہلاكت اور تباہي كي طرف دھكيل رہے ہيں۔

ولم يولد

اور نا ہي اس كو كسي نے پيدا كيا

اس كا وجود كسي سے نہيں ہے

وہ کبھي پیدا نہیں ہوا اور نا ہي اس کے ساتھ ایسا ہے کہ وہ نہیں تھا اور نا ہي اس کے ساتھ ایسا معاملہ رہا کہ ایک دن ایسا آیا کہ اس نے دنیا کي زندگي کو حاصل کیا کوئي ایسا نہیں ہے کہ جس نے اسے پیدا کیا۔ نا ہي کوئي ایسي فکر، نظام اور طبقہ تھا اور نا ہي کوئي شکل انسانوں میں ایسي تھي کہ وہ اس شکل سے خدا بن گیا ہو بلکہ وہ تو عظیم اور بالاترین ہستي ہے۔ ایسي حقیقت کہ جسے زوال نہیں۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ سے تھا اور ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔

ولم يكن له كفواً احد

اور کوئي ایك بھي اس کا کفو اور ہمسر نہیں۔

کائنات کا کوئي وجود اس کي برابري کي اہلیت نہیں رکھتا

ایسا نا ممکن ہے کہ ہم کسي بے حقیقت اور محتاج کو خدا بنا لیں اور اسي طرح ہمارے لئے یہ بھي ممکن نہیں ہے کہ ہم کسي کو اس کا ہمسر و ہم پایہ قرار دیں اور نا ہي ہم خدا کے زیر اثر علاقوں اور اس کے احکامات کے بارے میں ۔۔۔۔ جس میں تمام کائنات اور تمام جہان شامل ہیں ۔۔۔۔۔۔ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ کسي دوسرے کے درمیان تقسیم ہوگئے ہیں اور نا ہي یہ ہوسکتا ہے کہ ہم کائنات کے ایك رخ اور انساني زندگي کے ایك پہلو کو خدا کي طرف سے خیال کریں اور کائنات کے دوسرے رخ اور انساني زندگي کے دوسرے پہلوو ں کو غیر خدا سے وابستہ کردیں۔ غیر خدا کون ۔۔۔ ؟ وہ سب جن کو خدا مانا جاتا ہے جاندار ہوں یا بے جان یا پھر اپني ربوبیت و قدرت کا دعویٰ کرنے والے المختصر ہم ان میں سے کسي کو بھي خدائے حقیقي کے برابر درجہ دینے والے نہیں ہیں۔

خدا کي وحدانیت کا روشن مینارہ ۔۔۔ سورہ توحید

یہ سورہ ۔۔۔۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے ۔۔۔ حقیقتاً خدا کي وحدانیت اور کائنات میں اس کے واحد و یکتا ہونے کي طرف متوجہ کرتا ہے جبکہ دوسري طرف اسي توحید کي جانب قرآن مجید میں بار بار مختلف پیرایوں سے ہمیں متوجہ کیا گیا ہے اور قرآن کي سینکڑوں آیات میں قسم قسم کے بیانات سے اس بات کو واضح کیا گیا ہے کہ اس کائنات کا مالك ایك ہے۔ تمام باطل عقائد کو ۔۔ جن میں شرك شامل تھا ۔۔۔ اس سورے میں بہت واضح طریقے سے بیان کیا گیا ہے اور ساتھ ہي ساتھ یہ بھي بیان کیا گیا ہے کہ تمام الوہیت (خدائي) کے دعوے بے بنیاد اور باطل ہیں۔

یہ سورہ تمام مسلمانوں بلکہ تمام جہان والوں کو اس خدا کي ۔۔ جو اسلام کي نظر میں قابل پرستش اور قابل تعریف ہے۔۔۔۔ معرفت کرا رہا ہے کہ وہ خدا جو اکیلا نہ ہو، ایک نہ ہو، وہ خدا کہ جس کي سینکڑوں بلکہ ہزاروں شبیہہ مخلوقات میں بن سکتي ہیں، اس

قابل نہیں کہ وہ ہمارا رب اور معبود ہو۔ قدرت والي چیزیں اور صاحبان قدرت جو اپنے وجود اور اپني زندگي کي بقا کے لئے دوسروں کے محتاج ہیں، خدا کیسے ہوسکتے ہیں اور جو خود اپني زندگي میں دوسروں کا محتاج ہو وہ دوسروں کي مشکل کشائي، دستگیري اور امداد کیونکر کرسکتا ہے؟ لہذا ایسے افراد کو بشریت کا معبود قرار دینا عقلاً نامناسب ہے۔

چنانچہ ایسے افراد جو جھوٹے خداوں کے سامنے ۔۔ جو خود اپنے وجود کي بقا کے لئے دوسروں کے محتاج ہیں، جو پہلے نہیں تھے اور ان کو بعد میں پیدا کیا گیا اور جن کے وجود کے لئے زوال و فنا لازمي ہے۔۔۔ ان کي عظمت کے لئے جھکتے ہیں انہوں نے حقیقتاً اپني انساني عظمت کو پامال کیا ہے اور اپني ذات اور انسانیت کو پستي کي جانب دھکیل دیا ہے لہذا سورہ توحید کا ایک مثبت پہلو یہ ہے بھي ہے کہ حقیقتاً اس خدا کے وجود سے کیا جلوہ ظاہر ہوتا ہے، ہمارے معبود اور کائنات کو پالنے والے کي کیا پہچان اور کیا خصوصیات ہیں؟ ان تمام باتوں کو اس سورے میں بیان کیا گیا اور اس کے ساتھ ساتھ تاریخ میں جتنے جھوٹے اور خود ساختہ خدا گذرے ہیں ان کي بیکاري اور بے ثباتي کو بھي اس سورے میں بیان کیا گیا ہے۔

خدا کي منع کردہ حدود سے تجاوز مت کرو

دوسري جانب یہ سورہ خدا پرستوں اور اسلام قبول کرنے والوں کو ہوشیار کر رہا ہے کہ خدا کي ذات اور اس کي صفات کے بارے میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ کافي ہے اور یہ بھي بیان کیا گیا ہے کہ عقلي پیچیدگیوں اور دل میں شبہ اور وسوسہ پیدا کرنے والي چیزوں میں دلچسپي لے کر اپنے خیالات کو خراب مت کرو۔

اس مختصر بیان سے ہماري توجہ اس طرف بھي ہوتي ہے کہ خدائي کا دعويٰ کرنے والوں میں تقدیس کا کوئي وجود نہیں ہوتا اور نا ہي ان میں ہماري ربوبیت کي قدرت ہے لہذا انہیں اپنے ذہن سے نکال کر ہمیں چاہئیے کہ اس مختصر بیان میں خدائے واحد کي طرف متوجہ ہوں اور اسے یاد کریں نہ کہ فلسفے کي گہرائي کي باتوں میں اپنے آپ کو غرق کردیں اور ذہني الجھنوں میں خود کو گرفتار کرلیں بلکہ ہمیں تو یہ چاہئیے کہ سورہ توحید میں بیان کردہ عقیدے کے مطابق آگے بڑھیں، اس توحید کے ساتھ کام کریں اور اس کے مطابق اپنے ذہنوں کو آگے بڑھائیں۔ حضرت امام زین العابدین سے وارد شدہ ایک حدیث میں ہے کہ خدائے بزرگ و برتر کو یہ معلوم تھا کہ تاریخ کے آئندہ زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے جو گہري فکر کے حامل ہوں گے اسي وجہ سے خدا نے سورہ توحید اور سورہ حدید سے چند آیات

علیم بذات الصدور

تک نازل کیں تاکہ انسانوں کو پتہ چل جائے کہ خدا كي ذات و صفات کے بارے میں کس حد تک ان کو تحقیق کرنے كي اجازت دي گئي ہے اور جو شخص خدا كي اس سورہ توحید اور سورہ حدید میں بیان کردہ حدود سے زیادہ باتوں كي گہرائي میں جانے كي کوشش کرے گا سوائے اس کے کہ وہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالے گا ، کوئي اور نتیجہ نہیں نکلے گا۔

گویا سورہ توحید نماز سے یہ کہتا ہے کہ خدا کا نظام (قدرت) ایک ہي ہے وہ واحد، عالیشان اور سب سے برتر ہے ، وہ خود غني اور بے نیاز ہے، کسي کا محتاج نہیں ہے، نا ہي اس نے کسي کو پیدا کیا ہے اور نا ہي اس نے کسي سے وجود حاصل کیا ہے۔ اس جیسا ہم میں کوئي نہیں اور نا ہي پوري کائنات میں اس جیسا کوئي کام کرنے والا ہے۔ خدا کا عالم و بصیر ہونا، اس كي رحمت اور اس كي دوسري صفات ۔۔ کہ جن کا جاننا اور پہچاننا ایک مسلمان کے لئے لازم و ضروري ہے جو اس كي زندگي کو شکل کو مقرر کرنے اور اسکي روح کے عروج و کمال کے لئے موثر ترین ہے، کو قرآن كي دوسري آیات میں بیان کیا گیا ہے۔ لہذا جو کچھ سورہ توحید میں بیان کیا گیا ہے اس سے زیادہ خدا كي ذات کہ گہرائي میں جانے كي ضرورت نہیں ہے اور نا ہي زیادہ گہرائي جیسے خدا كي کیفیات کو سمجھنے كي ضرورت ہے (صرف اتني ہي جتني خدا نے اجازت دي ہے) ۔ خدا كي صفات قرآن میں پھیلي ہوئي ہیں کہ اگر تم ان کے مطابق زندگي میں خدا کے لئے کام کرو گے تو عمل كي منزل میں باقي معرفتیں تمہاري سمجھ میں آتي چلي جائیں گي۔ اس فکر میں مت پڑو کہ زیادہ بحث کرنے اور زیادہ گہرے خیالات كي طرف دلچسپي رکھنے سے تم خدا كي معرفت زیادہ حاصل کر سکتے ہو بلکہ تمہارا فریضہ تو یہ ہے کہ معرفت خدا کے حصول کے لئے اپنے دل و نفس کو صاف اور روحانیت کے حصول كي کوشش کرو تاکہ باطن میں خدا كي طرف توجہ اور تعلق زیادہ ہو اور جب تم عمل كي منزل میں آگے بڑھو گے تو معرفت كي تمام باتیں تمہیں خود معلوم ہو جائیں گي چنانچہ دنیا میں جتنے پیغمبر اور صدیقین تھے ، ان سب کا اور توحید کے ماننے والوں اور عارفوں کا یہي حال تھا کہ خدا كي معرفت کے ساتھ انہوں نے آگے قدم بڑھائے۔

تسبیحات اربعہ

قبل اس کے کہ ہم رکوع اور سجدے کے ذکر اور ان کے ترجمے كي طرف توجہ دیں، نماز كي تيسري اور چوتھي رکعت میں قیام كي حالت میں بار بار پڑھے جانے والے ذکر كي وضاحت کرنا چاہتے ہیں ۔ یہ چار جملے دراصل چار ذکر ہیں جو خداوند عالم كي حقیقت کو ظاہر کرتے ہیں۔

سبحان اللہ خدا (تمام) عیوب سے پاک ہے۔
والحمد للہ تعریف صرف خدا کے لئے ہے۔
ولا الہ الا اللہ کوئي معبود نہیں ہے سوائے اللہ کے،
واللہ اکبر خدا بزرگ ترین ہے۔

جب انسان ان چار حقائق سے آگاہي حاصل کرتا ہے تو وہ خدا کے بارے میں ایک حقیقي کیفیت حاصل کرتا ہے اور خدا كي طرف کامل توجہ کرتا ہے۔ یہ چاروں صفات جو اوپر بیان كي گئي ہیں وہ انسان کو عقیدہ توحید كي ایک کیفیت كي طرف متوجہ کرتي ہیں اور انسان پر گہرے اثرات مرتب کرتي ہیں۔

الفاظ نماز کا پڑھنا خدائي صفات كي طرف توجہ دلاتا ہے

ان جملوں کو بار بار پڑھنا صرف اس لئے نہیں ہے کہ ہم صرف ذہني طور پر خدا كي معرفت حاصل کرلیں، خدا کے بارے میں باخبر ہوجائیں اور خدا کے وجود کے بارے میں اطلاعات ہمارے ذہن كي معلومات میں اضافہ کردیں بلکہ خدا كي صفات و خصوصیات کو جاننے اور ان کو اپني زبان سے ادا کرنے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ ان صفات كي وجہ سے انسان میں عمل كي طرف توجہ پیدا ہوتي ہے، انھي صفات كي وجہ سے انسان اپني ذمہ داري و مسؤلیت، اس كي اہمیت اور دنیا میں اپنے فریضے كي ادائیگي کا خیال کرتا ہے اور خدائي صفات كي جو معرفت اس نے حاصل كي ہے، اس کے نتیجے میں اپنے آپ کو بیکار اور خدائي قوانین سے آزاد خیال نہیں کرتا ہے بلکہ اپنے کندھوں پر (الهي و انساني) ذمہ داریوں کے کوہ گراں کو اٹھانے کو تیار ہوجاتا ہے۔

چنانچہ ان بیانات كي روشني میں ہم مجموعي طور سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ اسلام کے تمام عقائد کو ذہن میں (قید) نہیں ہونا چاہئیے بلکہ انہیں انساني زندگي میں عملي اور انسان کے اعمال و حرکات کو اسلامي عقائد کا مظہر ہونا چاہئیے۔

یہ عقائد صرف ہمارے ذہن كي خوشي و تسکین کے لئے بیان نہیں کئے گئے ہیں بلکہ وہ اس لئے بیان کئے گئے ہیں کہ خدا كي صفات انسانوں كي زندگي سے کیا تعلق و علاقہ رکھتي ہیں اور وہ ان كي زندگي سے کس چیز كي طلبگار ہیں؟ خدا كي صفات کو اس لئے بھي بیان کیا گیا ہے کہ انسانوں کو ان كي کامیاب زندگي کا نقشہ بنا کر پیش کریں اور انہیں متوجہ کریں کہ ایک فرد کا عمل کیسا ہونا چاہئیے اور

اسي طرح ايک معاشرے کا طرز عمل کيسا ہو؟ چنانچہ انہي عملي اثرات کي وجہ سے اسلام نے ان حقائق کو انسانوں سے متعارف کرايا ہے۔

يہ بات بالکل درست ہے کہ اسلام کے تمام عقائد معنوي لحاظ سے ايک واقعيت و حقيقت کو بيان کرتے ہيں ليکن صرف ان چند عقيدوں کو اسلام ميں ضروري قرار ديا گيا ہے جن پر اعتقاد و ايمان رکھنا ہر شخص پر لازم ہے اور جب انسان ان کو قبول کرتا ہے اور ان پر عمل کي پابندي کو اپنے لئے ضروري سمجھتا ہے تو اس ميں احساس ذمہ داري پيدا ہوتا ہے اور وہ خيال کرتا ہے کہ اس کائنات ميں ميرا بھي کوئي فريضہ ہے۔ مجھے بھي کچھ کام ہيں اور ذمہ داريوں کے بوجھ سے ميرے کندھے خالي نہيں ہيں۔

توحيد کا عقيدہ انسان کو اس کي ذمہ داريوں کي طرف متوجہ کرتا ہے۔

خدا کے وجود ميں ہمارا عقيدہ اس قسم کا ہے کہ خدا کے ہونے اور نا ہونے کے بارے ميں اعتقاد رکھنا دونوں انسان کي زندگي اور عمل پر مختلف اثرات مرتب کرتا ہے۔ ايک شخص يا ايک معاشرے کي ۔۔۔ جو حقيقي معني ميں خدا کے وجود کا اعتقادي ہے ۔۔۔ زندگي کي شکل اور طور طريقہ اور قسم کا ہوگا اور وہ فرد يا معاشرہ جو خدا کے وجود کا انکاري ہے، اس کي زندگي کي شکل بھي اور ہي قسم کي ہوگي۔

اگر انسان اس بات کا معتقد ہو کہ اسے اور پوري کائنات کو پيدا کرنے والي ہستي صاحب قدرت و ارادہ ہے اور اسي نے ہميں حکمت و شعور سے نوازا ہے ۔۔۔ تو وہ يہ خيال کرے گا کہ ميري زندگي کا بھي ايک مقصد ہے، ميري زندگي کا ايک مخصوص راستہ ہے جس پر مجھے چلنا ہے اور اپني منزل تک پہنچنا ہے جو کہ مجھے حد درجہ محبوب ہوني چاہئيے اور اس طرح وہ دل سے يہ بھي قبول کرتا ہے کہ اسے اپنے مقصد و منزل تک پہنچنے کے لئے ايک راستہ اور نقشہ تيار کيا گيا ہے کہ ميں اس کے مطابق عمل کروں اور يہي احساس ذمہ داري اور احساس ادائيگي فريضہ اس ميں کام کرنے کي طرف رغبت پيدا کرتا ہے اور اپني ذمہ داريوں کي تلاش پر آمادہ کرتا ہے۔ اس عقيدے کي وجہ سے انسان ميں آگے بڑھنے کي ہمت پيدا ہوتي ہے اور وہ عظيم ذمہ داريوں کے کوہ گراں کو اپنے کاندھوں پر اٹھانے کے لئے تيار ہو جاتا ہے اور پھر ان سب سے بڑي بات يہ ہے کہ وہ ان کاموں کي انجام دہي ميں راضي رہتا ہے اور خوشي کا احساس کرتا ہے۔ تمام اصول دين انسان کے راہ کمال کو اس کے سامنے واضح کرتے ہيں

يہي صورتحال قيامت (معاد) کے عقيدے کي ہے جو انسان کي زندگي پر گہرے اثرات مرتب کرتا ہے اور اسي طرح نبوت و امامت کا عقيدہ ذمہ داري اور فريضے کو انسان کے دوش پر مقرر کرتا ہے، اس کي زندگي کے راستے کو واضح کرنے، زندگي کے پروگرام کو تعيين کرنے اور زندگي کي سمت کو مشخص کرنے کے ساتھ ساتھ اس کي زندگي کو دوسروں کي زندگي سے ممتاز بناتا ہے۔

غلط مشاہدہ

اگر ہم اس بات کا مشاہدہ کریں جو زندگي آج ہم دنيا ميں ديکھ رہے ہيں ، اس ميں اسلام کے اصول و قوانين کے پيروکاروں اور معتقد لوگوں کي زندگي ان لوگوں کي زندگي کے ہم رنگ اوريکساں ہے جو نا صرف اسلامي اصول و قوانين سے بے خبر ہيں بلکہ ان پر اعتقاد کے انکاري بھي ہيں يعني اسلامي اور غير اسلامي لوگ جو اس دنيا ميں ايک جيسي زندگي گذار رہے ہيں اس کي بنيادي وجہ اور اولين سبب يہي ہے کہ توحيد کا اعتقاد رکھنے والوں کي اطلاعات درست نہيں ہيں اور نا ہي انہوں نے درست سمت ميں آگاہي حاصل کي ہے يا اگر اعتقاد سے آگاہ و باخبر ہيں بھي تو نہ ان کے ايمان نے ان کے دل پر اثر کيا ہے اور نا ہي اسلامي عقائد کو انہوں نے دل سے قبول کيا ہے لہذا زندگي کے بہت سے حساس مواقع پر۔۔۔۔۔ جہاں انسان کے دل کي توجہات ہوتي ہيں ۔۔۔ غور کيا جائے تو وہ لوگ جو حقيقت ميں ان اسلامي عقائد کے معتقد ہيں ، ان کي زندگي کا طور طريقہ اور کيفيت ان لوگوں سے جدا اور مختلف نظر آئے گي جو اسلامي عقائد کے سلسلے ميں ناآگاہ ہيں اور صرف زندگي کي فرصت سے فائدہ اٹھانے والے ہيں ان چند قابل توجہ باتوں کے بعد ہم واپس ان چار ذکر کي طرف پلٹتے ہيں کہ ان ميں کن معني کي طرف توجہ مبذول کرائي گئي ہے۔

سبحان اللہ

خدا کي تعريف تمام نيکيوں اور اچھائيوں کي تعريف ہے

خدا تمام برائيوں سے پاک و پاکيزہ ہے اور اچھائيوں والا ہے، نا ہي اس کي ذات ايسي ہے کہ کوئي اس کے کاموں ميں اس کا شريک ہو اور نا ہي اس کے کام ظلم پر مبني ہوتے ہيں ۔نا وہ کبھي مخلوق تھا اور نا ہي اس کے کام کبھي حکمت و مصلحت کے خلاف رہے ہيں۔ اسي طرح اس کے تمام نقائص اور خرابيوں سے بھي پاک ہيں اور اسي طرح وہ ان تمام صفات سے جو مخلوقات کے لئے لازمي ہيں ، پاک ہے۔

نمازي جب يہ جملہ ادا کرتا ہے تو وہ اس کي عظمت اور تمام عيوب اور تمام عيوب سے اس کي پاکيزگي کو سمجھتا ہے اور احساس کرتا ہے کہ وہ جس ذات کے مقابل کھڑا ہے کيا عظيم ذات ہے۔۔۔ ! وہ اس قابل ہے کہ اس کي تعريف کي جائے ۔۔ ! وہ عظيم ہے کہ اس کے سامنے سر جھکايا جائے اور اس کي عظمت کا احساس کيا جائے۔

نماز پڑھنے والا احساس کرتا ہے کہ خدا کي تعظيم ہے اور خدا کے سامنے سر جھکانا اور اصل نيکي اور کمال مطلق کے سامنے سر جھکانا ہے۔ اگر کسي (انسان) کو يہ خيال ہ کہ خداوند عالم کي ذات تمام عيوب سے پاک اور تمام خوبيوں اور نيکيوں والي ہے تو کيا وہ خدا کي عظمت کا احساس کرنے ميں ذلت و حقارت محسوس کرے گا ، ہوسکتا ہے کہ ذلت و حوارت کا تعلق دنيا اور دنيا والوں کي تعريف کرنے سے ہو۔

خدا كي ذات ۔۔۔ تمام اچھائيوں، خوبيوں اور تمام كمالات كا بحر بيكراں

اسلام نے جو نماز ہميں سكھائي ہے وہ ايك ذات كے سامنے سر جھكانا ہے، ايسي ذات كي تعريف كرنا ہے جو تمام كمالات، خوبيوں اور تمام حسن و جمال كا بحر بيكراں ہے كہ جس كا نہ كوئي ساحل ہے اور نا كوئي كنارہ اور نا ہي اس كي گہرائي كا اندازہ لگايا جاسكتا ہے۔ لہذا نماز خدا كي ايسي تعظيم نہيں ہے جيسا كہ دنيا اور دنيا والوں كي تعظيم جو انسان كو ذليل كرديتي ہے اور اس كي عزت و شرافت كو گھٹا ديتي ہے۔ خدا كي تعريف ايسي نہيں ہے جو آدمي كو حقير كردے اور جس كي وجہ سے انسان خواري كا احساس كرے۔

انسان ہي وہ وجود ہے جو كسي كے حسن و جمال كا بخوبي اندازہ لگا سكتا ہے۔ انسان خود بھي مطلق كمال و جمال كا متلاشي ہے كہ جہاں كہيں ماديت كے صحرا ميں اسے اچھائيوں اور كمالات كا نخلستان ملتا ہے اور اسے حاصل كرنے اور اس سے فائدہ لينے كي كوشش كرتا ہے چنانچہ اس لحاظ سے يہ بات فطري معلوم ہوتي ہے كہ انسان ديكھے كہ ايك ذات ايسي ہے جس ميں تمام كمالات، اچھائياں، خوبياں اور جمال بہ درجہ اتم موجود ہيں تو اسكے سامنے خاك پر اپنا چہرہ ركھ دے اور وہ ذات كہ جس ميں تمام خوبياں اور اچھائياں سو فيصد اپنے عروج پر ہيں، اس قابل ہے كہ اس كي پرستش اور تعريف كي جائے۔

خدا كي ہي تعريف كرنے سے انسان راہ كمال كو اختيار كرے گا

خدا كي پرستش و تعريف كرنے سے انسان نيكي اور كمال و جمال كي راہ كو اختيار كرنے كي كوشش كرے گا، كمال كو (اپنے لئے) اچھا سمجھے گا اور اسے حاصل كرنے كي كوشش كرے گا، خود بھي حسن و جمال كي تعريف كرے گا اور اپنے اعمال ميں بھي حسن و جمال كے نور كا خواہشمند ہوگا اور حقيقتاً خدا كي پرستش و تعريف كرنا ہي انسان كي زندگي كو كمال و جمال اور نيكي كي راہ اور اس كي اپني منزل كي سمت قرار دے گا۔

مگر كچھ ايسے بھي لوگ ہيں جنہوں نے اسلام ميں نماز اور عبادت كو انسان كي ذلت اور اس كي عزت ميں كمي كے مترادف خيال كيا۔ انہوں نے خدا كي عبادت كو دنيا كي مادي طاقتوں كے سامنے سر جھكانا گردانا۔ وہ خيال نہيں كرتے تھے كہ سر جھكانا كسي مادي ذات كي طرف نہيں ہے بلكہ نيكيوں اور پاكيزگي كے سامنے سر جھكانا اور سر بسجود ہونا ہے۔ لہذا اگر ہم نيكي، پاكيزگي اور دوسري صفات كے حصول كا جذبہ بيدار ہوگا اور يہي وہ نكتہ ہے كہ جسے ہم كہہ سكتے ہيں كہ سبحان اللہ ۔۔۔ ہميں درس ديتا ہے جسے اوپر بيان كيا گيا ہے۔

والحمد لله

انسان كي جہالت

رنج و الم سے پر تاريخ ميں انسان اپني زندگي كي بعض مختلف حاجات كي وجہ سے اپني زندگي كو چھوٹي سطح اور چھوٹے درجے پر بہتر بنانے كا خواہش مند رہا ہے۔ كبھي ممتاز و مشہور شخصيت بنانے كي خاطر تو كبھي چند روز زيادہ زندہ رہنے كي خاطر حتيٰ كہ اكثر مواقع پر روٹيوں كے چند ٹكڑوں كي خاطر، جو اسكي زندگي كي بقا كا سبب ہوں۔ انسان اپنے ان دنياوي مقاصد كے لئے دوسروں كي غلامي اور اپني ذلت كو برداشت كرتا رہا جبكہ وہ دوسرے جن كي اس نے غلامي كي، خلقت ميں اسي جيسے اور اسي كے ہم پلہ تھے۔ ان ميں سے كسي ايك ميں بھي كوئي ايسي قابليت نہيں تھي كہ ان كے سامنے سر جھكايا جاتا مگر انسان چند روزہ زندگي كي خاطر ان كے سلسلے ميں غلطي كا شكار رہا، اپاني زبان سے ان كي تعريف اور شكر گذاري كرتا اور اپنے بدن و روح كو ان كے سامنے سر جھكا كر ذليل كرتا رہا۔

اس نے ايسا اس وجہ سے كيا كہ وہ جہالت ميں بتلا تھا كہ يہ نعمت ، يہ روٹي ، يہ عزت ، يہ دنياوي عظمت ، يہ عہدہ اور يہ ميري نماياں شخصيت ان بندوں كي مرہون منت ہے اور ان دنياوي نعمتوں كا وجود صرف انھي كے دم سے ہے لہذا اس نے خود كو بدن و روح دونوں كے اعتبار سے ان كے سامنے غلام خيال كيا اور وہ ان مختصر ، فاني اور زوال پذير دنياوي نعمتوں كے حصول كے لئے نعمت كے (ظاہري) مالك كي غلامي كے لئے تيار ہوجاتا ہے ان كي چمچہ گيري ، چاپلوسي اور خوشامد شروع كرديتا ہے۔

خدا مالك ہے نا كہ يہ مجبور و كمزور لوگ

اس كے مد مقابل ہمارا نماز ميں يہ ياد كرنا كہ تمام تعريفيں اور تمام شكريہ صرف خدا كے لئے ہيں ہميں يہ سمجھاتا ہے كہ تمام چيزيں اور تمام نعمتيں سب خدا كي طرف سے ہيں اور وہي سب كچھ دينے والا ہے۔ خدا كي تعريف كرنا ہميں متوجہ كرتا ہے كہ يہ صرف آنكھوں كا دھوكہ اور دل كا بہلاوا ہے كہ ہم نعمتوں كو دوسروں كي طرف سے قرار دے رہے ہيں مگر حقيقتاً ان ميں سے كوئي بھي اپني كسي بھي چيز كا مالك نہيں۔ الحمد لله ۔۔ ہميں يہ بتاتا ہے كہ تمام مال و نعمت كا مالك خدا ہے نا كہ مجبور لوگ۔ يہ لوگ مال اور نعمت كي وجہ سے انسانوں كو اپنا غلام و اسير بنانا چاہتے ہيں اور انہيں اپنا مطيع و فرمانبردار بنا كر ان سے اپنے احكام كي اطاعت كے خواہشمند ہيں ، يہ انسانوں كو اپنا بندہ بنا كر انہيں اپنے اشاروں پر نچوانا چاہتے ہيں۔

نماز ہم انسانوں كي كمزور روحوں كو ۔۔۔ جو تھوڑے اور معمولي مال و دولت كے لئے پريشان رہتي ہيں، دنياوي لذات كي طرف جھكنے والے ہمارے دلوں اور نعمتوں كي طرف ہماري فريفتہ اور عاشق آنكھوں كو يہ سبق ديتي ہے كہ ان دولت مندوں كي تھوڑي سي بخشش و رحمت و عنايت كو كوئي حيثيت نہ دو اور بظاہر جو لوگ تمہيں اور سارے جہان كو پال رہے ہيں وہ كسي حقيقت كے

حامل نہیں ہیں لہذا ان کے سامنے غلامي کے لئے سر مت جھکاو۔ یہ کیا چیز ہیں؟ اور یہ کیا حیثیت رکھتے ہیں؟ یہ خدا ہے کہ جس نے یہ سب اسباب پیدا کیے ہیں لہذا اگر وہ تم کو دنیاوي نعمات سے محروم رکھیں تو خاموشي مت اختیار کرو، ان کے ظلم و ستم کو برداشت مت کرو، ان لوگوں نے مال خدا کو ۔۔۔ جو تمہارا حق ہے ۔۔ جمع کیا ہوا ہے، یہ ظالم و غاصب ہیں اور اس طرح انہوں نے تمہاري روزي کو اپني گرفت میں لیا ہوا ہے چنانچہ ان کو مالک نا سمجھو اور نا ہي ان کي خوشامد کرو۔

ولا الہ الا اللہ

یہ اسلام کا نعرہ ہے جو یہ ثابت کرتا ہے کہ پوری کائنات میں صرف ایک ہی نظام جاری و ساری ہے۔ یہ نعرہ و آئیڈیا لوجی ہے جو کائنات کے مطالعے میں مختلف نظر آتی ہے مگر حقیقت میں ایک ہی ہے۔ اس نعرے میں ایک بات کا انکار ہے اور ایک بات کا اثبات و اقرار۔

انکار یہ ہے کہ دنیا کی تمام طاغوتی اور سرکش طاقتوں اور تمام غیر الہی نظاموں کو یکسر مسترد کردیا جائے کہ ان میں سے کوئی بھی قدرت کا مالک نہیں ہے سوائے خدا کے اور اس انکار سے انسان خود کو ان کی غلامی سے نجات دے۔

نام نہاد بڑی طاقتوں اور شیطانی قوتوں کی آرزو

تمام شیطانی طاقتیں اور نظام ہمیشہ اس بات کے آرزو مند رہے ہیں کہ ان کے اصول و قوانین کی پیروی کی جائے۔ ان کے دست و بازو کی طاقتیں اور ذہنی اختراع ہم سے یہ مطالبہ کرتی ہیں کہ خدا سے انحراف کے راستے پر قدم بڑھاو لیکن ہم لا الہ الا اللہ کے ذریعے سے ان کی تمام خواہشات کو ملیا میٹ اور امیدوں کو قطع کردیتے ہیں خدا کی قدرتوں کے علاوہ تمام قدرتوں، تمام غیر الہی اور خدا کے پسندیدہ جذبات کے علاوہ تمام جذبوں کو یہ جملہ ختم کردیتا ہے اور نمازی تمام غیر الہی نظاموں کی نفی کے ساتھ خود کو تمام ہستیوں، غلامیوں، ذلتوں اور ہر قسم کے لوگوں کی ہر قسم کی بندگی سے آزاد قرار دیتا ہے۔ اس وقت وہ یہ سمجھتا ہے کہ صرف خدا ہی کا فرمان پیروی کے قابل ہے اور صرف خدا ہی کے ارادے سے کائنات کا نظام جاری و ساری ہے یعنی ایک اسلامی معاشرے کے نظریے کو۔۔۔ جو دنیا میں حقیقی معنوں میں عملی ہوسکتا ہے۔۔۔۔۔ ایک مسلمان لا الہ الا اللہ کے ذریعے سے اسے ضروری سمجھتا ہے اور خدا کی بندگی کو قبول کرکے باقی تمام بندگیوں کو نامناسب اور بے کار و بے فائدہ خیال کرتا ہے۔

خدا کی بندگی سے کیا مراد؟

بندگی خدا سے کیا مراد؟ بندگی خدا یعنی حکمت سے بھرپور احکامات خدا کے زیر سایہ اپنی زندگی کو بہتر بنانا اور نظام الہی کے مطابق ۔۔۔۔ جو خدا کے واضح کردہ خطوط اور بیان شدہ احکام کے ذریعے ترتیب دیا گیا ہے ۔۔۔ زندگی بسر کرنا اور اپنی تمام قدرت و فکر کو اسی قانون خدا کے نفاذ کے لئے استعمال کرنا تاکہ پوری دنیا اسی کے ساتھ حرکت کرے۔

اسلام کے علاوہ تمام نظاموں کی بنیاد غلط افکار و نظریات پر ہے

خدا کے نظام کے علاوہ زندگی بسر کرنے کے لئے لوگوں نے جو دوسرے قوانین اور نظام بنائے ہیں وہ صرف ایک انسان کی فکر کا نتیجہ ہوتے ہیں جو صرف اسی انسان کی فکر کے محور پر گردش کرتے ہیں۔ ایسے غیر الہی نظام اور اصول و قوانین اپنے دامن میں

عوام الناس کے لئے بہت سي خرابياں سميٹے ہوئے ہيں اور جو جہالت کي ظلمتوں سے اپنا سفر شروع کرتے ہيں۔ ايسے غير الہي نظام جو نا صرف انسان کي حقيقي سعادت و کاميابي سے بے خبر ہيں بلکه ان کي بنياد غلط افکار و نظريات پر قائم ہے اور ايسے نظام و قوانين پر عمل پيرا ہوکر انسان نا ہي کامياب ہوسکتا ہے اور نا ہي اپني منزل کمال تک که جہاں اسے پہنچنا چاہئيے ۔۔۔۔ پہنچ سکتا ہے۔

صرف وہ معاشرہ (سوسائٹي) اور نظام الہي ہے جسے خدا نے بنايا ہے جو حکمت سے پر ہے اور جسے خدا نے اپني رحمت کو ظاہر کرنے کے لئے بنايا ہے کيونکه خداوند عالم کو انسانوں کي حاجتوں کا علم ہے اور وہ اس بات سے بھي آگاہ ہے کہ انسان کي يہ حاجتيں کن ذرائع سے پوري ہوسکتي ہيں چنانچه اس نے انسانوں کے لئے قانون بنايا ہے تاکہ (ہم) انسان اپنے وجود کو ۔۔۔۔ جو ابھي ايک چھوٹے سے پودے کي شکل ميں ہے ۔۔۔ کمال تک پہنچيں۔

عوام الناس کي بہتري صرف اسلام ہي کے ذريعے ممکن ہے

ہم ان تمام نظاموں کے جو دوسروں کے بنائے ہوئے ہيں ۔۔۔۔ دشمن نہيں ہيں، ہم ان کي قدرداني کرتے ہيں ليکن جو باتيں ميں عرض کررہا ہوں ۔۔۔۔ وہ انبيائ کي ہيں اور تمام انبيائے خدا عالم بشريت کے لئے ايک دردمند باپ کي حيثيت رکھتے ہيں ۔ لہذا وہ لوگ جو اس بات کے خواہشمند ہيں کہ عوام الناس کي زندگي کو بہتر بنائيں اور ايسے مکانات بنائيں کہ جن ميں انساني زندگي بہتر اور ٹھيک طور پر بسر ہوسکے يعني وہ لوگ جو معاشرے اور سوسائٹيوں کو آباد کرنا اور انہيں سنوارنا چاہتے ہيں، ان لوگوں کو انبيائ نے يہ درس ديا اور يہ نصيحت کي کہتم جو ان عوام الناس کي تربيت کرنا چاہتے ہو، نظام الہي کے سوا کسي اور نظام سے تربيت نہيں کرسکتے اور خدائے وحدہ لا شريک نے جو نظام مقرر کيا ہے، عوام صرف اسي کے ذريعے کامياب و کامران ہوسکتے ہيں۔

تاريخ نے يہ بات ثابت کردي ہے اور ہم نے بھي ديکھا اور آئندہ بھي ديکھتے رہيں گے کہ وہ نظام جو خدا کے علاوہ لوگوں نے بنائے ہيں ان کے نتيجے ميں عوام الناس نے کيا کيا تکليفيں اٹھائيں، کس کس طرح انسانوں کي شخصيت کو پامال کيا گيا اور انسان کس کس طرح کي عذاب والي زندگي سے دوچار ہوا۔

و الله اکبر

پس ہر قسم کے غير الہي نظاموں کا انکار کرنے کے بعد ايک معمولي انسان زمانہ جاہليت کي باتوں کو ديکھ کر اپنے يکتا و تنہا ہونے کا احساس کرتا ہے اور تنہائي سے گھبراتا ہے کہ ميرا کوئي مددگار نہيں ہے جبکه ميں خدا کے راستے پر قدم بڑھانے والا ہوں اور جب وہ اپني نظريں آگے دوڑاتا ہے تو زندگي گذارنے کے تمام نظاموں کو ۔۔۔۔ جن کو ابھي تک اچھا اور شاندار سمجھتا تھا ۔۔۔ بيکار و فضول خيال کرتا ہے ليکن جب زمانہ جاہليت کے لوگوں کي زندگي پر نظر ڈالتا ہے تو ان کي زندگي ايک پہاڑ کي مانند اس کي جانب رخ کيے نظر

آتي ہے اور وہ اس بات کا مشاہدہ کرتا ہے کہ وہ جن چيزيں اور قدرتوں کي نفي کررہا ہے وہ اس کے سامنے جلوہ افروز ہيں اور اپني شان و شوکت کا مظاہرہ کررہي ہيں۔ زمانہ جاہليت کے نظاموں کي شان و شوکت اسے خوف زدہ کرتي ہے اور يہي وہ لمحہ ہے کہ وہ کہتا ہے اللہ اکبر۔۔۔ اللہ ان تمام باتوں سے بزرگ تر ہے، وہ تمام لوگ ، تمام قدرتوں اور ان تمام طاقتوں سے بھي جو لوگ ظاہر کررہے ہيں ، بڑا ہے اور وہ اس سے بھي بزرگ ہے کہ ہم اس کي تعريف کريں۔

خدائي نظام سے وابستگي نجات اور کاميابي کي علامت ہے

کائنات کو چلانے کے لئے جو اصول و قوانين مرتب کيے گئے ہيں اور جو نظام جاري وساري ہيں خواہ وہ دنيا کے مادي قوانين ہوں يا تاريخ کے ، سب کے سب خدا ہي کے قوانين ہيں ۔ پس وہ يہ خيال کرتا ہے کہ انتہائي درجے کي سعادت و کاميابي اسي وقت ممکن ہے کہ جب ميں خود کو ان قوانين اور الہي سنتوں سے وابستہ کرلوں گا۔ حقيقي نجات صرف خدائي اصولوں کي پابندي اور ان کے مطابق زندگي گذارنے ميں ہے اور دنيا ميں صرف وہي لوگ کامياب ہيں جو تاريخ بشريت ميں ہونے والي کشمکش ميں صرف خدا کے اطاعت گذار رہے۔

انسان کامل کا ايمان

حضرت محمد نے اس حقيقت کو اچھي طرح سمجھا تھا کہ لوگ کچھ نہيں کرسکتے بلکہ خدا ہي سب کچھ کرنے پر قادر ہے اور آپ اپنے پورے وجود کے ساتھ اس بات پر ايمان کامل رکھتے تھے اور اس کا احساس کرتے تھے چنانچہ يہي وجہ تھي کہ آپ نے تن و تنہا مکے کے تمام گمراہوں کے سامنے قيام کيا تھا بلکہ آپ پوري دنيا کے مقابل کھڑے ہوگئے اور آپ جيسي ہي شخصيت سے ايسي پامردي، استقامت اور ہمت کي اميد کي جاسکتي ہے چنانچہ آپ نے استقامت کے ساتھ اپني کوشش کے ذريعے اس زمانے کي گمراہ انسانيت کے قافلے کو ۔۔۔ جو اپني منزل کي راہ کو گم کرکے مختلف خود ساختہ خداوں کے پاس بھٹک رہا تھا، اس بات پر آمادہ کيا کہ وہ طاغوتي طاقتوں کے پيچھے نہ چلے۔ اس طرح آپ نے ان گمراہوں کو ذلت و غلامي کے راستے سے نجات دلائي اور انہيں اس راستے پر گامزن کيا جو فطرت اور ان کے کمال کا راستہ تھا۔ با الفاظ ديگر آپ نے ان کو تاريکي و ظلمت سے نکال کر نور ميں لاکھڑا کيا۔

لہذا وہ شخص جو انسانوں کے درميان تھوڑي بہت قدرت رکھنے والے لوگوں ، ان کے ظلم و زياديتوں اور سختيوں کے مقابلے ميں اپنے آپ کو چھوٹا اور کمزور سمجھتا ہے اور خود کو بے ارادہ ۔۔۔ کہ ميں کچھ بھي نہيں کرسکتا ہوں، خيال کرتا ہے کہ وہ اس نکتے کو سمجھ لے اور اس بات پر صدق دل سے ايمان لے آئے کہ يہ طاقتور لوگ اور ان کي طاقتيں کوئي حيثيت نہيں رکھتي ہيں کيونکہ ان سب سے بڑي بلکہ سب سے برتر طاقت خدا ہے، تو اس کے دل کو سکون و اطمينان نصيب ہوگا اور اس کے باطن ميں اميد خدا کي

آگ روشن ہوگي کہ خدا کي مرضي کے بغير يہ طاقتيں ميرا کچھ نہيں بگاڑ سکتيں اور يہي اطمينان و سکون اور خدا سے اميد اسے عظيم اور کامياب ترين انسان بنا دے گي۔

يہ تھا تسبيحات اربعہ کے چار ٹکڑوں کے فوائد و مقاصد کا خلاصہ جو يہاں بيان کيا گيا کہ جن کي ہم تيسري اور چوتھي رکعت ميں قيام کي حالت ميں تکرار کرتے ہيں۔

رکوع

نماز پڑھنے والا قرآت کے بعد رکوع میں چلا جاتا ہے (۲۷) یعني خدا کے سامنے جو انساني فکر کي آخري حدود سے بھي آگے اور بالاتر اور تمام نیک صفات اور عظمتوں کا حامل ہے، اپنے سر کو اس کي تعظیم کے لئے جھکا دیتا ہے۔

رکوع خدا کي قدرت کے سامنے انسان کے خضوع اور اس کے دل میں خدا کي عظمت کو ظاہر کرتا ہے اور مسلمان چونکہ خدا کو عظیم قدرت سمجھتا ہے تو اس کے سامنے رکوع میں جھک جاتا ہے اور چونکہ وہ کسي کو بھي خدا کے سوا انسانیت سے بلند و بہتر خیال نہیں کرتا ہے لہذا کسي بھي ایک شخص اور کسي بھي چیز کے سامنے اپنے سر کو جھکانے کے لئے تیار نہیں ہوتا ہے، چنانچہ ایسي حالت میں اپنے بدن کو خدا کے سامنے خضوع یعني جھکانے کي حالت میں لے آتا ہے اور اپني زبان سے خدا کي حمد اور عظمت کو بیان کرنا ضروري سمجھتا ہے۔

سبحان ربي العظيم وبحمده

پاک و بے عیب ہے میرا رب جو عظیم ہے اور میں اس کي تعریف کرتا ہوں۔

یہ عمل کہ جس کے ساتھ ساتھ اس کي زبان بھي حرکت کرتي ہے ۔۔۔ نماز پڑھنے والے اور ان تمام لوگوں کو جو اس کي اس حالت کو دیکھتے ہیں کہ یہ انسان کے سامنے خضوع کے ساتھ اپنے سر کو جھکا رہا ہے، ظاہر کرتا ہ کہ وہ خدا کي بندگي کا اقرار کر رہا ہے اور چونکہ وہ خدا کا بندہ ہے لہذا غیر خدا کا بندہ نہیں ہے اور حقیقتاً وہ انسان کے سامنے جھک کر واضح طور پر علي الاعلان اپني سعادت و سرفرازي اور دوسروں کي بندگي سے اپني آزادي کا اعلان کرتا ہے۔

سجدہ

پس جب نمازي رکوع سے سر اٹھاتا ہے تو ایسي حالت میں ہوتا ہے کہ گویا وہ ایسي تعظیم و بندگي کے لئے آمادہ ہے جو پہلے سے بھي زیادہ ذلت کے ساتھ ہو یعني وہ خود کو خاک پر گرا دے گا۔

پیشاني کو خاک پر رکھنا انسان کے خضوع اور ذلت کي آخري حد ہے اور انسان کا اس حد تک خضوع یعني ذلت کے ساتھ جھکنا صرف ایک ذات یعني خدا کو عظیم و بزرگ سمجھنے کي وجہ سے ہے۔

خدا کے سامنے سر جھکانا، دراصل تمام اعلیٰ صفات، تمام نیکیوں اور تمام حسن و جمال کے سامنے سر جھکانا ہے لہذا انسان اپنے خدا کے سامنے اس طرح سر جھکانے کے بعد کسي بھي انسان اور کسي بھي چیز کے سامنے سر جھکانے کو حرام اور نامناسب سمجھتا ہے کیونکہ وہ یہ جانتا ہے کہ انساني وجود وہ گوہر نایاب ہے جو بازار ہستي میں سب سے زیادہ قیمتي اور لائق عزت ہے کہ اگر

انسان غیر خدا کے سامنے سر جھکائے تو نا صرف اس سے انسان کي عزت ختم ہوجاتي ہے بلکہ انسان پستي و ذلت کے تاریک کنویں میں اپنے آپ کو گرا کر ذلت و خواري کا طوق اپني گردن میں ڈال لیتا ہے۔

ایسي حالت میں ۔۔۔ جبکہ وہ اپنے سر کو خاک پر رکھے ہوا ہے ۔۔۔ وہ خود کو عظمت خدا میں غرق دیکھتا ہے۔ اس کي زبان سر جھکي ہوئي حالت میں انهي خیالات کو ظاہر کرتي ہے اور وہ اپني زبان سے ذکر خدا جاري کرتا ہے جو کہ حقیقت میں اس کے اسي عمل کي تفسیر ہوتا ہے۔

سبحان ربي الاعليٰ وبحمده

پاک و بے عیب ہے میرا رب جو سب سے اعليٰ ہے اور میں اس کي تعریف کرتا ہوں خداوند عالم جو سب سے برتر و اعليٰ ہے جو تمام نیک صفات کا حامل اور ہر نقص و عیب سے پاک ہے اور تمام ہستیوں میں تنا وہي ایک ہے جو اس لائق اور قابل ہے کہ انسان زبان سے اسکي حمد و ستائش بیان کرے اور اس کے سامنے خاک پر اپنے چہرے کو رکھ دے۔

پس نماز کا سجدہ ۔۔۔۔ جو خاک پر سر رکھنا ہے ۔۔۔۔ کسي ایسي ذات کے لئے نہیں ہے جو کمالات کے لحاظ سے ناقص اور کمزور و ضعیف ہے۔ اسي طرح نماز کا سجدہ نا ہي ان بتوں کے لئے ہے کہ جن کے سامنے لوگ اپنے سروں کو جھکا دیتے ہیں اور نا ہي نماز کا سجدہ ان گھٹیا قدرتوں کے لئے ہے جو اندر سے کھوکھلي اور بے حقیقت ہیںبلکہ سجدے میں خاک پر سر رکھنا دراصل اس کے لئے ہے جو کائنات میں اعليٰ ترین، ہر عیب سے پاک اور تمام عظمتوں، خوبیوں اور کمالات والا ہے۔

نماز پڑھنے والا سجدے میں سر کو جھکا کر یہ اعلان کرتا ہے کہ وہ خدا حکیم و بصیر کا فرمانبردار اور اطاعت گذار ہے اور وہ اپنے اس تسلیم (سر جھکانے) اور حکم خدا کي فرمانبرداري سے خود کو تلقین کرتا ہے اور اپنے دل کو یاد دلاتا ہے اور جیسا کہ اس سے قبل ہم جان چکے ہیں کہ یہ نظریہ کہ عبادت و بندگي صرف اور صرف خدا کے لئے ہو ۔۔۔ وہ نظریہ ہے جس کي وجہ سے انسان خود کو تمام انسانوں کي بندگي، قید اور ان کي ذلتوں سے ۔۔۔ جن میں وہ ابھي تک گرفتار تھا ۔۔۔ آزاد کرا لیتا ہے۔

رکوع اور سجدے کے ان دو ذکر کا سب سے اہم اثر ہے جس کي وجہ سے ہمیں امید کرني چاہئیے، یہ ہے کہ وہ نماز پڑھنے والے کو یہ درس دیتے ہیں کہ وہ کون سي ذات ہے کہ جس کے سامنے ہمیں سر جھکانا ہے، خضوع اختیار کرنا ہے اور اس کي تعریف کرني ہے اور بندے کا سر جھکانا، خضوع اختیار کرنا اور خدا کي تعریف بیان کرنا دراصل خدا کے علاوہ تمام طاقتوں کا انکار ہے اور شاید اسي موضوع کي طرف اس حدیث میں اشارہ کیا گیا ہے کہ جس میں امام نے ارشاد فرمایا کہ:

انسان کي خدا سے سب سے نزدیک حالت ۔۔۔ حالت سجدہ ہے۔

تشہد

ہر نمازکي دوسري اور آخري رکعت ميں جب نمازي دو سجدوں کے بعد سر اٹھا کر بيٹھتا ہے تو اس حالت ميں تين جملوں کو اپني زبان سے ادا کرتا ہے جو دين کے حقائق اور عظمتوں کي ترجماني کرتے ہيں۔ نمازي کا يہ عمل کہ جس ميں اس کا بولنا بھي شامل ہے، ہم اسے تشہد (گواہي) کا نام ديتے ہيں۔

اشهد ان لا اله الاالله

ميں گواہي ديتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئي اور معبود نہيں ہے۔

اور پھر اس حقيقت کو بطور تاکيد ادا کرتا ہے۔

وحده ۔۔۔ صرف وہ ہے (کائنات کا خدا)

دوبارہ اور طريقے سے اپني زبان کے ذريعے اس حقيقت کي تکرار کرتا ہے۔

لا شريک له ۔۔۔ اسکي خدائي ميں اس کے ساتھ کوئي نہيں ہے۔

ہر وہ آدمي اور ہر وہ چيز جو انسان کو اپني بندگي کي طرف کھينچتي ہے اور وہ ذات کہ جس کے احکام کي انسان اطاعت کرتا ہے ۔۔۔ اس کا معبود (الہ) ہے ۔۔۔ خود وہ خواہشات کي اطاعت ہو يا حيواني ميلانات کي، شہوات کي اطاعت ہو يا لالچ کے پيچھے بھاگنا ہو غرض وہي انسان کا معبود ہوگا جس کے پيچھے انسان ہے اور جس کے احکام کي انسان اطاعت کرتا ہے۔

کسي معاشرے يا نظام کو چلانے کے لئے ان کے قوانين بنانے والے اور بڑے لوگوں نے دوسرے چھوٹے انسانوں کو مجبور کيا کہ وہ ان کي خدمت کريں اور جس بہانے سے بھي عوام الناس کو مجبور کيا يہ سب الوہيت کي ہي شکل ہے۔

تشہد خدا کے علاوہ تمام طاقتوں کي نفي ہے

تشہد ميں لا الہ الا اللہ کہنا دراصل اس قسم کے تمام احکامات کي پيروي سے انکار ہے۔ تشہد گواہي دينا ہے اور نماز پڑھنے والا تمام طاقتوں کي نفي کرتے ہوئے گواہي ديتا ہے کہ وہ صرف خدا کے احکام کي پيروي کرنے والا ہے يعني نماز پڑھنے والا صرف اس بات کو قبول کرتا ہے اور صرف اس ذمہ داري کو اپنے کاندھوں پر اٹھاتا ہے کہ صرف خدائے اور واحديکتا ہے جسے يہ حق حاصل ہے کہ وہ حکم جاري کرے اور انسان صرف اسي کے سامنے سر جھکائے۔

لہذا جس شخص نے يہ نظريہ قبول کرليا تو اسے يہ حق حاصل نہيں ہے کہ وہ کسي دوسرے موجود ۔۔۔ خواہ وہ کوئي بھي ہو، کتنا ہي بڑا انسان کيوں نہ ہو، حيوان ہو يا فرشتہ، جمادات ہوں يا پھر اس کے نفس کي خواہشات و شہوت ۔۔۔ کي بندگي اور حکم کو

قبول کرے اور نا ہي اسے يہ حق حاصل ہے کہ اپنے بدن کو ان کي اطاعت ميں جھکا دے ليکن اس بيان کا يہ مطلب نہيں ہے کہ خدا کا ماننے والا اور اطاعت گذار معاشرے ميں کسي اجتماعي نظام کا قائل نہيں ہے يا وہ کسي کے حکم کو قبول نہيں کرتا ہے۔ کيوں؟

اس لئے کہ يہ بات تو واضح ہے کہ انسان کو لوگوں کے ساتھ مل جل کر اجتماعي طور پر زندہ رہنا ہے تو اس کے لئے ضروري ہے کہ آپس ميں کچھ عہد و پيمان ہوں اور کچھ نظاموں اور اصول و قوانين کي پيروي ہو ۔ مسلمان ہونے کا يہ مطلب نہيں ہے کہ وہ کسي قسم کے اجتماعي اصول و قوانين کو خاطر ميں نہيں لائے گا بلکہ اس کے معني يہ ہيں کہ وہ کسي ايسے حکم يا نظام کو جو خدا کے فرمان کے مطابق نہ ہو۔۔۔ نا ہي قبول کرے گا اور نا ہي اسے اپنے اوپر مسلط کرے گا۔ مسلمان ہونے کا مطلب يہ ہے کہ وہ اپني شخصي و اجتماعي زندگي ميں صرف خدا کے احکام کي پيروي کرنے والا ہوگا۔

چنانچہ ايسے بہت سے احکام جو خداوند عالم نے جاري کيے ہيں اور لوگوں کے درميان رہن سہن کے جو اصول وضع کيے ہيں، ان کے لحاظ سے بھي ضروري ہے کہ کچھ ايسے لوگ ہوں جن کي اطاعت کي جائے اور معاشرے ميں رائج قوانين کي پابندہ ہو لہذا خدا کا ماننے والا اس سوسائٹي کے انہي قوانين کي پيروي کرے گا۔ فرق صرف يہ ہے کہ وہ سوسائٹي کے جن احکام کي اطاعت کررہا ہے وہ اس وجہ سے نہيں ہے کہ ان لوگوں کي خواہشات نفس ہيں يا ان کے سرکش نفسوں نے اپني مرضي اور جي چاہنے کي بنا پر جو قانون بناديا ہے اسے اس نے قبول کرليا ہے ۔ وہ کيوں قبول نہ کرے۔۔۔۔؟

اس لئے کہ يہ سب قوانين اور نظام تو اس کے جيسے لوگوں کے بنائے ہوئے ہيں بلکہ مسلمان تو حقيقتاً ان قوانين کي اطاعت و فرمانبرداري کرتا ہے جو خدائے حکيم و بصير نے اپنے ارادے سے مقرر کيے ہيں کيونکہ صرف خدا ہي جو يہ جانتا ہے کہ معاشرے کي فلاح و بہبود کے لئے کون سا قانون ضروري ہے، معاشرے کي کيا حاجات ہيں اور خدا ہي مقرر کرتا ہے کہ کون لوگ ہيں جو قابل حکومت و اطاعت ہيں اور يہ خدا کے مقرر کردہ لوگ بھي خدا ہي کے بيان کردہ احکامات کو اس کے بندوں کے درميان رائج کريں گے۔

قرآن کي يہ آيت اسي حقيقت کي طرف اشارہ کرتي ہے۔

اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولي الامر منكم

اطاعت کرو اللہ کي اور اس کے رسول کي اور ان کي جو تم ميں اولي الامر ہيں۔

خدا کي اطاعت ، اس کے رسول کي اطاعت اور ان لوگوں کي اطاعت جن کو خداوند عالم نے تمہارے درميان مقرر کيا ہے اور جو صاحبان حکم ہيں ۔۔۔۔ انہي کي اطاعت کا حکم ديا گيا ہے اور شايد اسي حقيقت کو ديکھتے ہوئے نمازي تشہد کا دوسرا جملہ کہتا ہے

واشهد ان محمدا عبده ورسوله

اور ميں گواہي ديتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کا پيغام لانے والے ہيں۔

يہ قبول کرنا کہ محمد اللہ کا پيغام لانے والے ہيں ۔۔۔ دراصل ان معني ميں يہ قبول کرنا ہے کہ وہي خدا کے نمائندے اور خليفہ نہيں با الفاظ ديگر اگر ہم راہ خدا کے متلاشي ہيں تو ہميں راہ محمد کو ديکھنا ہوگا اور خدا کے احکام و فرمان کو خدا کے اس برگزيدہ بندے سے لينا ہوگا۔

خدا کے ماننے والوں ميں اکثريت ايسے لوگوں کي ہے جنہوں نے خدا کے پسنديدہ راستے کو پہچاننے ميں غلطي کي ہے لہذا تشہد ميں يہ بيان کرنا کہ محمد خدا کا پيغام لانے والے ہيں ۔۔ انسانوں کي تلاش و حرکت کا رخ مقرر کرتا ہے لہذا خدا پرست انسان کو چاہئيے کہ اپني زندگي کو رسول اسلام کے بيان کردہ احکامات کے مطابق گذارے تاکہ اس کا خدا پرستي کا دعويٰ صحيح ثابت ہو۔

اس جملے ميں ہم ديکھتے ہيں کہ حضرت محمد کي بندگي کي طرف توجہ دي گئي ہے اور اسي لئے اس پہلے کلمے ميں ''عبده'' پہلے ہے اور ''رسولہ'' بعد ميں۔ يعني پہلے بندگي ہے اور بعد ميں رسالت گويا اس کے ذريعے سے يہ چاہا گيا ہے کہ اسلام کي عظيم الشان صفت کو متعارف کرايا جائے اور حقيقت بھي يہي ہے کہ انسان کي عظمت کمال اور فضيلت کا خلاصہ اس چيز ميں پنہاں ہے کہ وہ خدا کي بندگي کرے اور بندگي کے رشتے کو خلوص کي بنيادوں پر قائم کرے اور وہ انسان جو ميدان بندگي خدا مي سب سے آگے ہے، انسانيت کے درجات کے لحاظ سے بھي اس کا درجہ بہت بلند ہے۔

جو شخص يہ جانتا ہو کہ خدا کي بندگي کا مفہوم کيا ہے چنانچہ اس کے لئے پيغمبر کے بارے ميں بيان کئے گئے ارشاد کو سمجھنے کي ضرورت نہيں ہے۔ اگر انسان يہ خيال کرے کہ خدا کي بندگي کا مطلب يہ ہے کہ ميں اس ذات کے سامنے کہ جس کے تمام کام حکمت سے پر ہيں، جو صاحب بصيرت ہے، وہ جو کچھ ہمارے لئے کررہا ہے وہ سب کا سب رحمت ہے اور اس کي ذات خوبيوں والي ہے۔۔۔ خضوع اختيار کروں، اس کے سامنے اپنے دل کو جھکادوں اور اس کے ساتھ ساتھ خواہش نفس کي اطاعت اور غيروں کي غلامي سے خود کو آزاد کرنا ہي اگر بندگي خدا کے معني ہيں تو پھر دنيا ميں اس سے بڑھ کر اور کون سي قدر و قيمت والي بات پائي جاتي ہے اور حقيقت بھي يہي ہے کہ دنيا ميں جو برائياں نظر آتي ہيں، لوگ جن پستيوں ميں پڑے ہوئے ہيں، لوگوں کے دلوں ميں جن شقاوتوں اور اخلاق رذيلہ نے گھر کيا ہوا ہے اور انسان کي زندگي ميں آنے والي تاريکيوں کي اصل اور بنيادي وجہ يہي ہے کہ انسان اپني خواہش نفس کي غلامي کرتا ہے يا اس قسم کے دعوے کرنے والے انسانوں کي سرکشي اور طغياني کي اطاعت کرتا ہے۔ چنانچہ اگر انسان يہ اعلان کرے کہ وہ صرف خدا کي بندگي کرے گا تو اس کا مطلب يہ ہے کہ اس نے نفس اور دوسروں کي بندگي کو يکسر مسترد کرديا اور دل ميں اٹھنے والے جذبات کو جلا کر خاک کرديا۔

تشہد کے ان دو جملوں میں ایک بہت ہي عمدہ، قابل توجہ اور باریک نکتہ یہ ہے کہ نماز پڑھنے والا توحید اور نبوت کا اقرار ایک ہي گواہي کرتا ہے اور خدا کي توحید اور محمد کي بندگي و رسالت کي شہادت دیتا ہے۔

اس کي یہ گواہي حقیقت میں اس معنی میں ہے کہ میں خدا کي عبادت اور محمد کے تمام پیغاموں کو قبول کررہا ہوں۔ اس عقیدے کا مقصد اپنے کاندھوں پر ذمہ داري لینا ہے۔ گویا نماز پڑھنے والا گواہي دینے کے ساتھ ساتھ یہ چاہتا ہے کہ میں ان تمام ذمہ داریوں کے سامنے ۔۔۔۔۔ جو مجھ پر ان دو عقیدوں (یعني توحید و نبوت) کي وجہ سے عائد ہوتي ہیں ۔۔۔۔ اپني گردن جھکادوں۔

تشہد کا مطلب صرف علم حاصل کرنا نہیں ہے کہ جس کے ساتھ کوئي عمل نہ ہو، ایسا علم کہ جس کے ساتھ کوئي ذمہ داري اور عہد و پیمان نہ ہو(بے کار ہے) ورنا ہي تشہد ایسا یقین ہے کہ جس کے نتیجے میں کوئي عمل اور جدوجہد نہ ہو۔ ایسے عقیدوں اور علم و یقین کي اسلام میں کوئي قدر و قیمت نہیں ہے۔

یہ گواہي دینا کہ میں خدا کي عبادت کرنے والا اور محمد کے ذریعے اس کے پیغامات کو (دل و جان سے) قبول کرنے والا ہوں اور اس ذیل میں تمام عہد و پیمان کو قبول کرتا ہوں تاکہ میں ان حقائق کے ذریعے سے کامیاب ہوجاوں۔ پس ہم کہہ سکتے ہیں کہ نماز میں تشہد کا ادا کرنا دراصل خدا سے کیے گئے عہد و پیمان کي تجدید کرنا ہے کہ جسے نمازي خدا و راس کے رسول کے ساتھ کرتا ہے۔ اس کے بعد تشہد کا تیسرا اور آخري جملہ ہے جو خدا سے درخواست اور اس کي بارگاہ میں دعا پر مشتمل ہے۔

درود

اللهم صلي علي محمد وآل محمد

خداوندا ۔۔۔ درود بھيج محمد اور خاندان محمد پر

محمد اور ان کا پاک اور طاہر خاندان ۔۔ خدا رحمتيں ان پر ہوں ۔۔۔۔ مکتب اسلام کا کامل اور اعليٰ ترين نمونہ ہيں۔ نماز پڑھنے والا اپني دعا کي زبان ميں ان اعليٰ نمونوں، بہترين شخصيات اور مشعل راہ افراد کي ياد کو اپنے دل ميں تازہ کرتا ہے اور ان پر درود بھيج کر ان سے اپنا روحاني رشتہ استوار کرتا ہے۔

کامل نمونوں کا ہونا ضروري ہے

زندگي بسر کرنے والے اور کسي دوسرے مکتب پر عمل کرنے والے لوگوں کے لئے اس مکتب کے مطابق اگر اعليٰ اور کامل ترين نمونہ ہو اور وہ کسي شخصيت کو اپنے مکتب کے نظريے پر عمل پيرا نہ ديکھيں تو اس بات کا قوي امکان ہے کہ وہ عمل کے وقت غلط سمت ميں قدم اٹھائيں اور نتيجے ميں اپني راہ سے بھٹک جائيں اور يہي وجہ ہے کہ خدا کے راستے پر خدا کي بندگي کرنے والے لوگ اور انبيائ کے نظريے ہر زمانے ميں موجود رہے ہيں۔ ہر دور ميں جب انبيائ خدائي مکتب کا پيغام لے کر آئے تو انہوں نے عوام کے سامنے اعليٰ نمونوں کو پيش کيا اور اسي وجہ سے انبيائ کا پيش کردہ نظريہ حيات باقي اور محفوظ رہا۔

تاريخ ميں ايسے صاحبان عقل کثرت کے ساتھ مليں گے جن کي کوشش فقط يہ تھي کہ وہ انسانوں کي زندگي اور ان کي سعادت و خوش قسمتي کے لئے نقشے بنائيں، پروگرام مرتب کريں اور مدينہ فاضلہ ، ۔۔۔۔۔ کہ جو امن و امان کا شہر ہے ۔۔۔۔۔ کا تصور پيش کريں چنانچہ انہوں نے اس مقصد کے لئے کتابيں لکھيں ليکن پيغمبر کا طور طريقہ اور تھا انہوں نے دوسرے لوگوں کي طرح بحث اور فلسفيانہ خيالات کو نہيں چھيڑا بلکہ اپنے نظريے کو عملي طور سے پيش کيا ، خود اس پر عمل کيا اور اپنے نظريے پر عمل پيرا لوگوں کے ذريعے معاشروں اور سوسائٹي کے لئے افراد تيار کئے اور يہي وجہ ہے کہ پيغمبروں کا مکتب اور ان کا نظريہ ہر زمانے ميں زندہ رہا جبکہ عقلمند لوگوں اور فلسفيوں نے زندگي اور عظمت انساني کے جو فارمولے اور نظام تيار کئے ہيں وہ صرف کتابوں کے اوراق ميں ہي باقي رہے۔

نماز پڑھنے والا محمد اور ان کي آل کے لئے ۔۔۔ جو مکتب اسلام کے منتخب ترين نمونے اور روشن و درخشاں ستارے ہيں ۔۔۔۔ دل سے دعا کرتا ہے کہ جنہوں نے اپني مختصر سي زندگي مکتب اسلام کے قوانين کے مطابق بسر کي اور لوگوں کو بتايا کہ اسلامي نظريہ ميں اعليٰ درجے کا انسان کيسا ہوتا ہے؟

نمازي کي خواہش

نماز پڑھنے والا ان لوگوں کے لئے درود بھیجتا ہے اور ان کے لئے خدا سے درخواست کرتا ہے اور یہ خواہش کرتا ہے کہ ان اعلیٰ ترین اور منتخب نمونوں یعني محمد و آل محمد سے اس کا روحاني رشتہ قائم ہوجائے کیونکہ یہ روحاني رشتہ اعلیٰ کمالات کي طرف کشش کا سبب ہوگا۔ یہ طاقتور کشش ۔۔۔۔۔ اس راستے اور اس مقصد کي طرف جس راہ پر انہوں نے قدم بڑھایا اور جس سمت انہوں نے پیش قدمي کي۔۔۔۔۔ اسے بھي کھینچے اور اس کا ان پاکیزہ ترین افراد سے روحاني رشتہ اور قلبي لگاو اور زیادہ مستحکم، مضبوط اور گہرا ہو۔

لہذا محمد و آل محمد پر درود بھیجنے کا مقصد یہ ہے کہ نماز پڑھنے والا ان پاك و پاکیزہ ہستیوں کي طرف متوجہ ہو جو اسلام کے منتخب وجود اور اعلیٰ ترین نمونے ہیں اور ان عظیم شخصیات کو اپنے سامنے لا کر اور انہیں یاد کرنے کي وجہ سے ہو سکتا ہے کہ ایك مسلمان اس راستے کو پہچانتا ہو رہے کہ جس راستے پر ان عظیم افراد نے قدم اٹھائے تاکہ وہ اس طرح عمل کے لئے جدوجہد پر آمادہ رہے۔

سلام

نماز میں تشہد کے ساتھ ساتھ تین اور درود یعني سلام ہیں البتہ یہ سلام خدا اور اس کے نام کي یاد کے ساتھ ادا کئے جاتے ہیں (۳۱)۔ پس معلوم ہوتا ہے نماز خدا کے نام سے شروع ہوتي ہے اور خدا ہي کے نام پر اپنے انجام و اختتام تك پہنچتي ہے اور اس میں شروع سے آخر تك مسلسل خدا کا نام لیا جاتا اور اسے یاد کیا جاتا ہے۔ اگر کسي جملے یا ذکر میں پیغمبر یا ان کے خاندان کا تذکرہ ہے تو وہ بھي خدا کي یاد اور اس سے دعا کے ساتھ ہوتا ہے کہ خداوندا ۔۔۔۔ ان پر اپني لطف و رحمت نازل فرما۔

سلام میں پہلا جملہ نماز پڑھنے والے کي طرف سے درود ہے خدا کا پیغمبر پر اور خدا سے اس کے بندے کے لئے طلب رحمت ہے جو خدا کا عظیم اور برگزیدہ بندہ ہے۔

السلام علیک ایها النبي و رحمة الله و برکاة

درود (سلام) ہو آپ پر اے پیغمبر اور خدا کي رحمتیں اور برکتیں آپ پر ہوں۔

خدا کے رسول کا اعلان حق

پیغمبر اسلام ۔۔۔۔ اسلام کے بنیاد گذار یعني اسلام کے مقصد عظیم کو دنیا میں رائج کرنے والے ہیں اور اس وقت نماز پڑھنے والا اس کام میں اپنے آپ کو داخل خیال کرتا ہے کہ جس کام کے لئے انہوں نے قدم اٹھایا اور جس کام کي حضور نے بنیاد ڈالي یعني

توحید کے اعلان حق کو انہوں نے باآواز بلند لوگوں کے سامنے پیش کیا اور اس کے ذریعے پوري دنیا کو ہلا ڈالا اور انہوں نے انسان کي بہترین زندگي کے نظام اور اصول و قوانین کو ہمیشہ کے لئے زمانے میں نافذ کردیا۔

یہ پیغمبر ہي تھے کہ جنہوں نے انسان اور معاشرے کے حقیقي چہرے کو ہم سے متعارف کرایا کہ جیسے دین کے مطابق ہونا چاہئیے۔ ایسا معاشرہ کہ جس میں اسلامي نظریات کے مطابق انسان تیار ہوں چنانچہ نماز پڑھنے والا انہي اعلان و شعار کو اپني نماز میں کچھ درس اور راہنمائیوں کے ساتھ بیان کرتا ہے کہ جنہیں وہ اپني زندگي اور اپنے زمانے میں عملي کرنا چاہتا ہے اور وہ اس بات کا بھي خواہش مند ہوتا ہے کہ وہ ایسا قدم اٹھائے جو ایک بے مثال و اعليٰ ترین معاشرے کے قیام اور انسان سازي کے لئے ہو۔

پس یہ بے موقع نہیں ہے کہ اس نماز کے آخر میں اپنے پیغمبر و پیشوا کو ۔۔۔ جس نے خود اسے دین پر عمل کے لئے آمادہ کیا اوراس راہ پر اس کي راہنمائي کي ۔۔۔ سلام سے یاد کرے اور اپني زبان سے اپنے پیغمبر کي راہ اور ان کے ساتھ ہونے کا اعلان کرے کہ وہ اپنے رہبر کے راستے پر ہے۔

نماز پڑھنے والا دوسرے جملے میں خود اپنے اپنے ساتھیوں اور خدا کے تمام نیک بندوں پر سلام و درود بھیجتا ہے۔

السلام علینا و عليٰ عباد اللہ الصالحین

سلام ہو ہم پر اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر۔

نماز پڑھنے والا یہ سلام بھیج کر نیک بندوں کو اپنے دل میں یاد کرتا ہے کیونکہ ان کي یاد اس کے دل کو گرمانے کا سبب بنتي ہے۔

دنیا کي ظاہري چمک اور اس کي حقیقت

یہ دنیا کہ جہاں ہر طرف گناہ کے جلوے ہیں، پستي، گھٹیا پن، چھوٹي چھوٹي مادي باتیں ہیں، ظلم و ستم، نجاستیں، برائیاں، بدیاں اور ظلمت و تاریکیاں چاروں جانب سے دنیا کو گھیرے ہوئے ہیں اور تمام لوگ انہي برائیوں میں غرق ہیں ۔۔۔ ایسے ماحول میں ایک ہوشیار اور صاحب دانش کي دور اندیش نگاہیں اسے خبردار کردینگي کہ ہر طرف انسانیت کا افلاس ہے، انسانیت ختم ہوچکي ہے اور تم دنیا میں جو چمک دمک دیکھ رہے ہو اور جو ظاہري خوشنما رنگ تمہیں نظر آرہا ہے اس کے پیچھے صرف انسانیت کي پستیاں، ذلتیں، نجاستیں، خرابیاں، برائیاں اور سیاہیاں اپنے تمام ساز و سامان کے ساتھ اپنے عروج پر ہیں۔

نمازي اس بات کي اچھي طرح مشاہدہ کرتا ہے کہ اس دنیا میں حق کو طلب کرنے والے اور انسانیت کي اصلاح و بہبود کے بلند و بانگ دعوے کرنے والے بکثرت موجود ہیں لیکن یہ دعوے کرنے والے اپنے ان دعوں کے ذریعے اپني اور اپني دنیا کي حقیقت کو چھپا نہیں سکتے کیونکہ حقیقت بڑي ذلت والي ہے کہ سب ہي نفس پرست اور دنیاوي شان و شوکت کے طلبگار ہیں ۔ یہ سب وہ جگہ

ہے کہ جسے امام علي ، امام حسين اور امام جعفر صادق نے خالي کرديا اور اب صرف شور و غل کرنے والے اور عوام کو دھوکہ دينے والے معاويہ ، يزيد اور منصور دوانيقي جيسے موجود ہيں۔

مختصر يہ کہ يہ زمانہ ايسا ہے کہ جہاں شيطان کے اطاعت گذار لوگ ايسے مقامات پر ہيں جہاں خدا کے نيک بندوں کو ہونا چاہئيے تھا۔ پھر بھلا ايسے برے زمانے ميں ايسا کيونکہ ہوسکتا ہے کہ انسان کسي نيکي ، بھلائي اور کسي حقيقت کي طرف توجہ کرے اور ايسا کيونکہ ممکن ہے کہ انسان اس انتظار ميں رہے کہ بھلائي کا ماحول پيدا ہوگا۔ ايسا زمانہ جس کے حالات ابھي بيان کئے گئے کہ ہم صرف انتظار ہي کرسکتے ہيں کہ ہر طرف گناہ ہوں گے، نجاستيں ہوں گي، ناکامياں ہوں گي اور ہر طرف لوگوں کا حق چھينا جارہا ہوگا۔ ان تمام باتوں اور کاموں کے علاوہ ہم اور اميد بھي کيا کرسکتے ہيں اگر ہم کوشش بھي کريں تم ہم آساني کے ساتھ بھي (اميد) نہيں کرسکتے۔

خدا کے نيک بندے ------ اميد کي کرن

چنانچہ ايسے برے ماحول ميں يہ کہنا کہ سلام ہو تم پر اے خدا کے نيک بندوں ، خدا کے نيک بندوں کو (خدا کي اجازت سے) ہمراہي اور امداد کے لئے پکارنا افسردہ اور مردہ دلوں کو تسلي اور نويد مسرت ديتا ہے۔ گويا سلام ہو تم پر اے خدا کے نيک بندوں -- کہنا در حقيقت ہمارے قلوب کي تاريکي ميں اميد کي کرن ہے جو ہماري دل کي تاريکي کو يہ خوشخبري ديتي ہے کہ افسردہ مت ہو ، تاريکي سے مت گھبراو ---۔ ابھي روشني باقي ہے، ابھي سپيدي سحر ہے جو تاريکيوں اور ظلمتوں کے بادلوں کو چھاٹ ديني والي ہے۔

نماز ميں يہ کہنا کہ سلام ہو تم پر اے خدا کے نيک بندوں ---۔ نمازي کو متوجہ کرتا ہے کہ يہ دنيا نيک اور اچھے لوگوں سے خالي نہيں ہے بلکہ اس دنيا ميں تمہارے يار دوست اور تمہارے ساتھ محاذ پر جا کر کام اور جدوجہد کرنے والے موجود ہيں اور حقيقتاً اس جملے سے نمازي کے دل ميں اميد کي کرنيں پھوٹتي ہيں۔ يہ جملہ نمازي کي ہمت باندھتا ہے ، اس کي کمر کستا اور اس کے دل کو قوي و توانا کرتا ہے کہ تم تنہا نہيں ہو بلکہ تمہارے ساتھ اور بھي نيک بندے ہيں ، دنيا کے اس بياباں صحرا اور خشک ويرانے ميں ايسے ہرے بھرے درخت اور نخلستان موجود ہيں جو پھل بھي دينے والے ہيں اور دير تک تمہارا ساتھ بھي دينے والے ہيں۔

خدا کي سنت -----۔ نيک لوگوں کا وجود

چنانچہ تاريخ ميں ہميشہ ايسے معاشرے اور سوسائٹياں ، جو تباہ ہوچکي تھيں ---۔ سے ايسے افراد پيدا ہوئے جن کا ارادہ قوي اور مستحکم تھا اور وہ اعليٰ شخصيات کے مالک تھے۔ يہ افراد زمانے کو اچھا بنانے کا ذريعہ بنے ، انہوں نے ويران زندگي کو ہرا بھرا اور شاندار بنايا اور انقلاب سے (معاشرے کي) کايا پلٹ دي۔ لہذا نماز پڑھنے والا اس وقت يہ خيال کرتا ہے کہ تاريخ ميں خدا کي ہميشہ يہ

سنت رہي ہے کہ اچھے لوگ پیدا ہوں لہذا ایسے ہي لوگ جو نوراني طاقتوں کے مالك اور نیکیوں کو فروغ دینے والے ہیں اس تاریک دنیا میں موجود ہیں، وہ کام کررہے ہیں، اپني جدوجہد جاري رکھے ہوئے ہیں اور صحیح راستے کي تلاش میں ہیں یعني خدا کے نیک بندے خدا کي بندگي کے ساتھ ساتھ اس کے فرمان پر بھي عمل کرنے والے اور دنیا کي طاغوتي اور سرکش طاقتوں سے حالت جہاد میں ہیں۔ لیکن ہمیں سوچنا چاہئیے کہ ایسے لائق اور نیک بندے کہاں ہیں اور کیا ہمیں ان کي زندگي سے سبق حاصل کرنا چاہئیے اور کیا ان کے قدم سے ملا کر چلنا چاہئیے ؟ کیوں نہیں ۔۔۔۔ ضرور!

لہذا نماز پڑھنے والا اللہ کے نیک بندوں پر سلام بھیج کر خود کو انہي میں سے قرار دیتا ہے اور ان کے ساتھ خود کو قابل سلام سمجھتا ہے اور ایک جملے میں خود اپنے اوپر ان نیک بندوں پر سلام بھیجتا ہے تو اس میں غرور و سرور بلندي کي کیفیت پیدا ہوتي ہے اور اس کے دل میں یہ اطمینان پیدا ہوتا ہے کہ اس کاروبار حیات میں جہاں ہر طرف گندگي، نجاست اور تاریکیاں ہیں ۔۔۔۔ میں تنہا نہیں ہوں بلکہ میرے ساتھ اللہ کے نیک بندے بھي ہیں اور اس سلام کے بعد دل سے اس کي یہ خواہش ہوتي ہے کہ وہ واقعتاً ان کا ساتھي بن جائے، خود کو انہي میں سے قرار دے۔ ان کے ساتھ مل کر اس دنیا کي گندگي اور نجاست کو دور کرنے کي کوشش کرے اور اس خیال کے ساتھ کہ وہ ان نیک بندوں کے ساتھ مل کر اس دنیا کي اصلاح و درستگي کي جدوجہد میں شامل نہیں ہو سکے گا۔۔۔۔ احساس شرم کرتا ہے اور اسي شرم کے احساس کي وجہ سے اس میں ایک ہمت پیدا ہوتي ہے اور ذمہ داري اور مسؤلیت کو نبھانے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

نیک کون ہے ؟

یہ خدا کے نیک بندے کیسے ہیں اور ہم کس چیز کو ''صالح'' کہتے ہیں کہ ۔۔۔۔ ''عباد اللہ الصالحین'' ۔۔۔۔ صالح اور نیک ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ صرف نماز پڑھنے والا ہوگا بلکہ نیک وہ ہے جو خدا کي طرف سے اپنے اوپر عائد کردہ ذمہ داریوں اور مسؤلیت کو قبول کرنے کے لئے تیار ہو اور ان ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے نبھانے کے لئے ایسے اعمال انجام دے کہ اس کے لئے کہا جائے کہ وہ واقعتا خدا کا نیک بندہ ہے اور خدا کا نیک بندہ ہونا بھي اس کے نام کے لئے مناسب ہو۔ اسي طریقے سے جیسے ایک جماعت (کلاس) میں کچھ خاص طالب علم ہوتا ہیں جن کے لئے کہا جاتا ہے کہ یہ واقعتا طالب علم ہیں۔

آخري اور تیسرے جملے میں نماز پڑھنے والا انہي نیک بندوں (یا اپنے ساتھ نماز پڑھنے والوں کے ہمراہ فرشتوں) کو مخاطب کرکے کہتا ہے کہ

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاته

سلام ہو تم پر اور خدا کي رحمتیں اور برکتیں ہوں

چنانچہ اس آخري سلام کے ذریعے سے وہ ایک اور مرتبہ صلاح (لایق ہونے) اور نیک ہونے کو یاد کرتا ہے اور اس سلام میں نیک بندوں یا نمازیوں جیسے دوسرے عزت والے لوگوں کو جو خدا کي بارگاہ میں قرب کي منزل پر ہیں یاد کرتا ہے اور اس یاد کے ساتھ ختم کرتا ہے۔

فہرست

خصوصي مقدمہ.. ٤

١۔ خدا وند عظيم كي صفات ۔ ٤

٢۔ يہ حقيقت واضح ہوني چاہئيے.. ٤

آخرت كا راستہ باريك اور انسانيت كا طريقہ حديد (سخت) ہے۔ ٩

نماز ۔۔ بندے اور خدا كے درميان رابطہ.. ١١

انسان كے كمال كا راستہ.. ١١

ياد خدا.. ١٣

نماز انسان كو بيدار كرتي ہے.. ١٥

نماز تمام كمالات الہي كا مجموعہ ہے.. ١٦

اصول و قوانين كي تكرار ذہنوں ميں ان كي پختگي كا سبب ہوتي ہے.. ١٦

نماز مكتب اسلام كے اصولوں كا خلاصہ.. ١٧

نماز تاريكي و ظلمت ميں نور الہي ہے.. ١٧

نماز كو قائم كرنا پڑھنے سے زيادہ اہميت ك حامل ہے.. ١٩

نيكي كے خلاف شيطان كي جنگ جاري ہے.. ٢٠

رسول اللہ اور نماز.. ٢٢

ابتدائي نماز.. ٢٢

اللہ اكبر ۔۔۔ خدا سب سے بزرگ ہے.. ٢٢

سورہ حمد.. ٢٤

خدا عالمين كا پالنے والا اور انہيں كمال تك پہنچانے والا ہے.. ٢٥

رحمت عام اور رحمت خاص ٢٦
خدا پرست اور مادہ پرست ٢٨
خدا عالم و عادل ہے ٢٩
غير خدا کي بندگي سے انکار ٣٠
باطل نظريہ ٣١
جھوٹے خدا ہماري کيونکر امداد کرسکتے ہيں؟ ٣٣
ہدايت انسان کي سب سے بڑي حاجت ٣٣
ہدايت کا حصول نجات کي علامت ہے ٣٤
حقيقي نعمت ٣٥
صاحبان نعمت کون ہيں؟ ٣٥
خدا کا غضب کن پر نازل ہوا؟ ٣٥
تاريخ کي واضح حقيقت ٣٦
گمراہوں اور بے وقوفوں کا راستہ ٣٧
سورہ حمد قرآن کا آغاز تھي يعني فاتحہ الکتاب ٣٨
قرآن کا ابتدائيہ سورہ حمد ٣٨
سورہ توحيد ٣٩
خدا کسي کا محتاج نہيں ٤٠
ہمارے اور خدا کے درميان بندگي اور ربوبيت کا رشتہ ہے ٤١
اس کا وجود کسي سے نہيں ہے ٤١
کائنات کا کوئي وجود اس کي برابري کي اہليت نہيں رکھتا ٤٢

خدا کي وحدانيت کا روشن مينارہ ۔۔۔ سورہ توحيد ٤٢

خدا کي منع کردہ حدود سے تجاوز مت کرو ٤٣

عليم بذات الصدور ٤٤

تسبيحات اربعہ ٤٥

الفاظ نماز کا پڑھنا خدائي صفات کي طرف توجہ دلاتا ہے ٤٥

غلط مشاہدہ ٤٧

خدا کي ذات ۔۔۔ تمام اچھائيوں، خوبيوں اور تمام کمالات کا بحر بيکراں ٤٨

انسان کي جہالت ٤٩

خدا مالک ہے نا کہ يہ مجبور و کمزور لوگ ٤٩

نام نہاد بڑي طاقتوں اور شيطاني قوتوں کي آرزو ٥١

خدا کي بندگي سے کيا مراد؟ ٥١

عوام الناس کي بہتري صرف اسلام ہي کے ذريعے ممکن ہے ٥٢

خدائي نظام سے وابستگي نجات اور کاميابي کي علامت ہے ٥٣

انسان کامل کا ايمان ٥٣

رکوع ٥٥

سجدہ ٥٥

تشہد ٥٧

تشہد خدا کے علاوہ تمام طاقتوں کي نفي ہے ٥٧

درود ٦١

کامل نمونوں کا ہونا ضروري ہے ٦١

نمازي کي خواہش.. ٦٢
سلام... ٦٢
خدا کے رسول کا اعلان حق.. ٦٢
دنيا کي ظاہري چمک اور اس کي حقيقت.. ٦٣
خدا کے نيک بندے ------ اميد کي کرن... ٦٤
خدا کي سنت ---- نيک لوگوں کا وجود... ٦٤
نيک کون ہے ؟... ٦٥